جلد ۱۴ ظہور ۱۳۵۲ ہش شمارہ ۸

اگست ۱۹۷۳ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

ظہور ۱۳۵۲ ہش

رجب ۱۳۹۳ ہجری اگست ۱۹۷۳ء

ایڈیٹر

مسعود احمد دہلوی

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ [illegible]

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۴ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۸

ظہور ۱۳۵۲ ہش

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے موجودہ سفر یورپ کی اہمیت

زمین پر خدا تعالیٰ کی آخری حجت پوری ہونے کے انتظامات کا آغاز

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اشاعت قرآن عظیم کے منصوبے کو نہایت وسیع بنیادوں پر بروئے کار لانے کی غرض سے ۱۳ر ماہ وفا ۱۳۵۲ ہش مطابق ۱۲ر جولائی ۱۹۷۳ء یورپ کے سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ آج کل آپ انگلستان کا دورہ فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ یورپ کے بعض دیگر ممالک میں تشریف لے جائیں گے۔ اگر غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں پر غور کیا جائے۔ تو حضور ایدہ اللہ کا یہ سفر بھی غلبۂ اسلام کی آسمانی سکیم کے بتدریج بروئے کار آنے کے سلسلہ میں نہایت ہی بنیادی اور غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ جب ہم غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں کی روشنی اس موعودہ غلبہ کی آسمانی سکیم کے ایک خاص پہلو پر غور کرتے ہیں تو یہ امر منکشف ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی جاری کردہ اس سکیم کے اس خاص پہلو کو عملی جامہ پہنانے کے سلسلہ میں خود اپنے خلیفہ برحق کو ایک دفعہ پھر یورپ کے سفر پر لے گیا ہے اور یہ کہ ۱۹۶۷ء کے سفر یورپ (جو خدائی منشا کے ماتحت ایک خاص غرض کے ماتحت اختیار کیا گیا تھا) کے چھ سال بعد اس سفر کا اختیار کرنا نہ صرف ضروری بلکہ الٰہی مقدرات کے تحت ناگزیر تھا۔ غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں کی روشنی میں اس سفر کی اس بنیادی اہمیت کو

سمجھنے کے لئے پہلے ۱۹۷۰ء کے سفر کی اصل غرض اور اس کے پیچھے کارفرما خدائی تقدیر کو سمجھنا ضروری ہے سو پہلے ہم اختصار کے ساتھ ۱۹۶۷ء کے سفرِ یورپ کی غرض و غایت اور اہمیت پر روشنی ڈالیں گے اور پھر یہ بتائیں گے کہ اس سفر کے بعد موجودہ سفر کا اختیار کرنا کیوں ضروری بلکہ ناگزیر تھا اور خدا تعالیٰ کی وہ کونسی مشیت خاص ہے جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے موجودہ سفر کے پیچھے کارفرما ہے اور جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ اپنے خلیفۂ برحق کو ایک دفعہ پھر یورپ کی سرزمین میں لے گیا ہے۔ اس سفر کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ اس سرزمین پر کیا نیا انقلاب لانا چاہتا ہے اور اس انقلاب تک پہنچنے کے درمیانی عرصہ میں اس زمین کا کن حالات سے دوچار ہونا مقدر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اولاً ۱۹۶۷ء کا سفرِ یورپ ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں جماعت کی طرف سے تعمیر ہونے والی مسجد یعنی "مسجد نصرت جہاں" کا افتتاح فرمانے کی غرض سے اختیار کیا تھا لیکن بعد کے حالات نے ثابت کر دیا کہ خدا تعالیٰ حضور کو اس کام کے علاوہ ایک اور اہم اور عظیم ترین مقصد کی غرض سے وہاں لے گیا تھا اور وہ مقصدِ عظیم یہ تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے خلیفۂ برحق کے ذریعہ یورپ میں بسنے والی اقوام کو جو سر سے پاؤں تک مادہ پرستی میں ڈوبی ہوئی ہیں۔ اور سراسر ایک مادی تہذیب کے زیرِ اثر پروان چڑھنے والے نت نئے مادی نظریہ ہائے حیات کو اپنا کر دن بدن ایسی زندگی کی دلدل میں دھنستی اور غرق ہوتی چلی جا رہی ہیں اس ہولناک انجام سے خبردار کرنا چاہتا تھا جس کی طرف وہ تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں جا کر ڈنمارک میں تعمیر ہونے والی پہلی مسجد کا افتتاح فرمانے اور یورپ کے مختلف شہروں میں لیکچروں، پریس کانفرنسوں اور ٹیلیویژن انٹرویوز کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچانے اور وہاں اسلام کے حق میں ایک زبردست ہلچل پیدا کرنے کے علاوہ خاص خدائی القاء کے ماتحت "امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ" کے زیرِ عنوان ایک نہایت ہی اہم لیکچر قلم برداشتہ رقم فرمایا اور اسے ۲۸ جولائی ۱۹۶۷ء کو وانڈز ورتھ ٹاؤن ہال لنڈن میں وانڈز ورتھ کے میئر، برطانوی پارلیمنٹ کے بعض ممبران اور دیگر معززین شہر کی موجودگی میں پڑھ کر سنایا۔ اس میں آپ نے جہاں ان تک اسلام کا امن کا پیغام پہنچایا۔ وہاں ساتھ ہی انہیں آسمانی پیشگوئیوں کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف نہ جھکنے اور خدائی آواز پر کان نہ دھرنے اور اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہونے کی صورت میں اس انتہائی ہولناک اور لرزہ خیز تباہی سے بھی خبردار فرمایا جو علی الخصوص مغربی اقوام کے سروں پر منڈلا رہی ہے اور جس سے بجز رجوع الی اللہ وہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ حضور نے خدائی انذار کے بموجب دو عالمگیر جنگوں کی وجہ سے رونما ہونے والی تباہی کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-

"پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے

زیادہ تباہ کن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آ رہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی، امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔ ان کی تہذیب و ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔

روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پا جائیں گے۔ بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بگھار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں مگر وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہاء اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا۔ اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کو نجات صرف محمد رسول اللہ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے۔"

(ماہنامہ انصار اللہ بابت نومبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۱۷ و ۱۸)

مغربی اقوام کو ان کے سروں پر منڈلانے والی اس تیسری انتہائی ہولناک تباہی سے نہایت زوردار الفاظ میں خبردار فرمانے کے علاوہ حضور ایدہ اللہ نے اپنے اس تاریخی خطاب میں ان پر یہ بھی واضح فرمایا کہ اگرچہ خدائی پیشگوئیوں کی رو سے اس تیسری تباہی کا آنا مقدر ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے۔ اس لئے اگر مغربی اقوام توبہ اور استغفار سے کام لیتے ہوئے خدائے واحد کے آستانہ پر جھک جائیں اور اس کے حضور تلافی مافات کا عہد کریں اور اپنی بداعمالیوں سے باز آ کر حق کی طرف رجوع کریں تو وہ اس تباہی سے بچ سکتی ہیں۔ بصورت دیگر دنیا کی کوئی طاقت انہیں اس ہولناک تباہی سے بچا نہیں سکتی۔ چنانچہ حضور نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں گو ابھی دھندلے ہیں۔ لیکن اب بھی ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو گا اور دنیا کو منور کرے گا لیکن پہلے اس سے کہ یہ واقعہ ہو۔ ضروری ہے کہ دنیا ایک اور عالمگیر تباہی میں سے گزرے، ایک ایسی خونی تباہی جو بنی نوع انسان کو جھنجھوڑ کر رکھ دے گی۔ لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ ایک انذاری پیشگوئی ہے اور انذاری پیشگوئیاں توبہ اور استغفار سے التوا میں ڈالی جا سکتی ہیں۔ اگر انسان اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے، اگر وہ دولت اور طاقت اور عظمت کے جھوٹے خداؤں کی پرستش چھوڑ دے اور اپنے رب سے حقیقی تعلق قائم کرے، فسق و فجور سے باز آجائے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے لگے اور بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کرے۔ مگر اس کا انحصار تو ان قوموں پر ہے جو اس وقت طاقت اور دولت اور قومی عظمت کے نشہ میں مست ہیں کہ آیا وہ اس مستی کو چھوڑ کر روحانی لذت اور سرور کی خواہاں ہیں یا نہیں؟ اگر دنیا نے دنیا کی مستیاں اور خرمستیاں نہ چھوڑیں تو پھر یہ انذاری پیشگوئیاں ضرور پوری ہونگی۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی مصنوعی خدا دنیا کو موعودہ ہولناک تباہیوں سے بچا نہ سکے گا۔"

(ماہنامہ انصار اللہ بابت نومبر ۱۹۶۷ء صفحات ۱۸، ۱۹)

۱۹۶۷ء میں اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو فی الاصل اسی لئے یورپ لے گیا تھا کہ تا آپ مغربی اقوام کو خود ان کے درمیان کھڑے ہو کر اور براہِ راست انہیں مخاطب کر کے آنے والی ہولناک تباہی سے پوری قوت اور زور کے ساتھ خبردار کر دیں تا اگر وہ اپنی اصلاح کر کے اس سے بچنا چاہیں تو بچ سکیں۔

جب ہم ۱۹۶۷ء کے سفرِ یورپ کی اس بنیادی غرض کے پیش نظر موجودہ سفرِ یورپ کی بنیادی غرض یعنی اشاعت و ترویج قرآن بر غلبۂ اسلام کی آسمانی پیشگوئیوں۔ کے ایک خاص پہلو کی روشنی میں غور کرتے ہیں تو یہ امر منکشف ہوئے بغیر نہیں رہتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت خاص کے ماتحت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ۱۹۶۷ء کے سفرِ یورپ کی اصل غرض کے تسلسل میں ہی ایک دفعہ پھر یورپ لے گیا ہے تاکہ مغربی اقوام آنے والی تباہی سے بچنے کی طرف اب بھی متوجہ ہو سکیں۔ اور انہیں خدائی امان کے نیچے آنے کی ایک اور مہلت سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ مل جائے۔

اس میں شک نہیں کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنے والی تباہیوں کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے جو خبریں دی گئی ہیں اور جن میں سے دو عالمگیر تباہیاں رونما بھی ہو چکی ہیں۔ ان میں ایک تیسری ہولناک تباہی کی خبر بڑی وضاحت سے دی گئی ہے لیکن ساتھ ہی اس تعلق میں ان اقوام پر خدا تعالیٰ کی طرف سے بار بار حجت پوری ہونے کا بھی ذکر آتا ہے۔ یہ حجت ان پر اسی روز سے ہی پوری ہوتی چلی آ رہی ہے۔ جب سے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ انذاری پیشگوئیاں شائع فرمائیں اور پھر حضور علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں ہی ان کا چرچا یورپ اور امریکہ تک پہنچا اور وہاں کے اخباروں میں بھی ان کا تذکرہ آیا اور علی الخصوص ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سریر آرائے خلافت ہونے کے بعد اسلام کی تبلیغ کے زمین کے کناروں تک وسیع ہونے اور خود ان پیشگوئیوں کی زمین کے کناروں تک تشہیر ہونے اور قرآن مجید کے متعدد یورپی زبانوں میں تراجم شائع ہونے، مساجد کی تعمیر عمل میں آنے اور نومسلم احمدیوں کی مخلص اور فدائی جماعتوں کے قائم ہونے کے باعث خدا تعالیٰ کی حجت ان اقوام پر بار بار پوری ہوئی اور ہوتی چلی گئی۔ ان اقوام نے بالعموم ان انذاری پیشگوئیوں پر کوئی کان نہ دھرا۔ اور وہ دنیا کی مستیوں اور سرمستیوں میں بڑھتی ہی چلی گئیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کی انذاری پیشگوئیوں کے بموجب دو عالمگیر جنگوں کی شکل میں دو عالمگیر تباہیاں خلافتِ ثانیہ کے عہد میں ہی رونما ہوئیں اور دنیا نے دو دفعہ ایک قیامت کا نمونہ دیکھا۔

لیکن افسوس دنیا والوں نے ان تباہیوں سے کوئی نصیحت حاصل نہ کی اور کوئی عبرت نہ پکڑی۔ اب ان کے سروں پر تیسری عالمگیر تباہی منڈلا رہی ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی ہولناک تباہی ہوگی اور اس کے بعد اسلام کے عالمگیر غلبہ کا زور شور سے آغاز ہونا مقدر ہے۔ چونکہ یہ تباہی اب قریب سے قریب تر آ رہی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ۱۹۶۷ء میں مغربی اقوام کو ایک دفعہ پھر جھنجھوڑنے اور خبردار کرنے کے لئے پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کو یورپ کے سفر پر لے گیا اور آپ نے پوری قوت اور زور کے ساتھ ان اقوام کو آنے والی انتہائی ہولناک تباہی سے خبردار فرمایا۔ اس پر چھ سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی جب یہ اقوام اس انذار اور انتباہ کو خاطر میں نہیں لائیں اور انہوں نے اپنی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں کی تو خدا تعالیٰ نے جو غضب میں دھیما اور ارحم الراحمین ہے انہیں آخری مہلت دینے اور ان پر دو آخری حجت پوری کرنے کا فیصلہ فرمایا جس کا اس نے غلبۂ اسلام کی بشارتوں کے ضمن میں پہلے ہی سے بطور خاص ذکر فرما دیا تھا اور وہ حجت یہی ہے کہ ایک دفعہ ہر قوم اور ہر ملک میں تعلیماتِ حقہ قرآنی کی اشاعت اور ترویج کا نہایت وسیع پیمانہ پر انتظام کر کے اور ہر قوم اور ہر ملک کے ہر مرد اور ہر عورت کے ہاتھ میں قرآن مجید اس کی مقامی زبان میں ترجمہ کے ساتھ پہنچا کر انہیں

ہو کر اپنی اصلاح کی فکر کریں اور اس طرح اپنے آپ کو خدائی امان کے نیچے لا کر آنے والی تباہی سے بچ جائیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آخری حجت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خداوند تعالیٰ نے اس احقر العباد کو اس زمانہ میں پیدا کر کے اور صدہا نشانِ آسمانی اور خوارقِ غیبی اور معارف و حقائق مرحمت فرما کر اور صدہا دلائل عقلیہ قطعیہ پر علم بخش کر یہ ارادہ فرمایا ہے کہ تا تعلیمات حقہ قرآنی کو ہر قوم اور ملک میں شائع اور رائج فرما دے اور اپنی حجت ان پر پوری کرے۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۶۷، ۵۶۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳)

تیسری عالمگیر تباہی آنے سے پہلے جس کے بعد دنیا بھر میں اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ اس آخری حجت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ تا ہر قوم کے ہر فرد تک قرآن مجید پہنچ جانے کے نتیجہ میں مختلف اقوام اور ملکوں کے جو لوگ اس کے مطابق اپنے اطوار میں تبدیلی لا کر اب بھی اپنے آپ کو خدائی امان کے نیچے لانا چاہیں وہ اس ہولناک تباہی سے محفوظ و مامون ہو سکیں۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جنہیں اللہ تعالیٰ نے آج سے چھ سال قبل اس تیسری عالمگیر تباہی سے مغربی اقوام کو ایک دفعہ پھر خبردار کرنے کے لئے یورپ لے گیا تھا۔ وہی خدا اب حضور کو اس تباہی کے آنے سے قبل یہ آخری حجت پوری کرانے کے انتظامات کا آغاز کرانے کی غرض سے ایک دفعہ پھر یورپ لے گیا ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا موجودہ سفر یورپ بھی جو خاص خدائی منشاء اور ارادہ کے ماتحت اختیار کیا گیا ہے بے انتہاء اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ اشاعت و ترویج قرآن کے انتہائی عظیم منصوبے کو بروئے کار لانے کے انتظامات کرا کر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بموجب تیسری عالمگیر تباہی کے رونما ہونے سے قبل اقوام عالم پر اپنی آخری حجت پوری کرانا چاہتا ہے۔ لہذا اس سفر کے عظیم الشان مقصد کے پیش نظر ہمارا یہ اولین فرض ہے کہ ہم اس تاریخی سفر کے غیر معمولی طور پر بابرکت ہونے اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے اور اس کے نہایت ہی عظیم الشان نتائج پر منتج ہونے کے لئے دعائیں کریں اور مسلسل دعائیں کرتے رہیں اور پھر یہ دعائیں بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا اور حضور کے جملہ ہمراہیوں کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو۔ حضور ہر طرح وہاں خیریت سے رہیں اور اشاعت قرآن مجید کے عظیم منصوبے پر عمل درآمد کے انتظامات کا نہایت کامیابی سے آغاز فرمانے کے بعد حضور کامیاب و کامران اور بانیل مرام خیر و عافیت کے ساتھ واپس تشریف لائیں۔ آمین

(باقی دیکھیں ص۲۷ پر)

(کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سچے مسلمان کی تعریف اور بہشت کی حقیقی راہ

وہ فطرت کے طبعی خاصہ کے رنگ میں خدا سے محبت کرتا اور اس کی اطاعت کو لازم پکڑتا ہے

یہ تو ظاہر ہے کہ بہشت کا وارث بننے کے لئے سچا اور حقیقی مسلمان بننا ضروری ہے۔ لیکن یہ کہ وہ سچا اسلام جو انسان پر بہشت کی حقیقی راہ کھولتا ہے کیا ہے؟ ــــ یہ ایک ایسا اہم سوال ہے جس کے صحیح اور مکمل جواب کے ساتھ انسان کی نجات وابستہ ہے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کو سچا مسلمان بنانے اور انہیں بہشت کی حقیقی راہ پر گامزن کرنے کے لئے ہی تشریف لائے تھے۔ حضور نے اس سوال کا ایسا بصیرت افروز جواب دیا ہے کہ جسے پڑھ کر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ حضور علیہ السلام کا یہ پُرمعارف جواب ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حقیقی مسلمان اللہ تعالیٰ سے پیار کرتا ہے یہ کہہ کر اور مان کر کہ وہ میرا محبوب و مولا پیدا کرنے والا اور محسن ہے اس لئے اُس کے آستانہ پر سر رکھ دیتا ہے۔ سچے مسلمان کو اگر کہا جائے کہ ان اعمال کی پاداش میں کچھ بھی نہیں ملے گا اور نہ بہشت ہے اور نہ دوزخ ہے اور نہ آرام ہیں اور نہ لذّات ہیں تو وہ اپنے اعمالِ صالحہ اور محبتِ الٰہی کو ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا کیونکہ اس کی عبادات اور خدا تعالیٰ سے تعلق اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فنا کسی پاداش یا اجر کی بنا اور امید پر نہیں ہے بلکہ وہ اپنے وجود کو ایسی چیز سمجھتا ہے کہ وہ حقیقت میں خدا تعالیٰ ہی کی شناخت اس کی محبت اور اطاعت کے لئے بنائی گئی ہے اور کوئی غرض اور مقصد اس کا ہے ہی نہیں اسی

لئے وہ اپنی خداداد قوتوں کو جب ان اغراض اور مقاصد میں صرف کرتا ہے تو اس کو اپنے محبوب حقیقی ہی کا چہرہ نظر آتا ہے بہشت و دوزخ پر اس کی اصلاً نظر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ اگر مجھے اس امر کا یقین دلایا جائے کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرنے اور اس کی اطاعت میں سخت سے سخت سزا دی جائیگی تو میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میری فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ ان تکلیفوں اور بلاؤں کو ایک لذت اور محبت کے جوش اور شوق کے ساتھ برداشت کرنے کو تیار ہے اور وہ باوجود ایسے یقین کے جو عذاب اور دُکھ کی صورت میں دلایا جائے کبھی خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری سے ایک قدم باہر نکلنے کو ہزار بلکہ لاانتہا موت سے بڑھ کر دُکھوں اور مصائب کا مجموعہ قرار دیتی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ عام اعلان کرائے کہ اگر کوئی ماں اپنے بچے کو دودھ نہ دیگی تو بادشاہ اسے خوش ہو کر انعام دیگا تو ایک ماں کبھی گوارا نہیں کر سکتی کہ وہ اس انعام کی خواہش اور لالچ میں بچے کو ہلاک کرے۔ اسی طرح ایک سچا مسلمان خدا کے حکم سے باہر ہونا اپنے لئے ہلاکت کا موجب سمجھتا ہے خواہ اس کو اس نافرمانی میں کتنی ہی آسائش اور آرام کا وعدہ دیا جائے۔

پس حقیقی مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ اس قسم کی فطرت حاصل کی جائے کہ خدا تعالیٰ کی محبت اور اطاعت کسی جزا اور سزا کے خوف اور امید کی بناء پر نہ ہو بلکہ فطرت کا طبعی خاصہ اور جزو ہو کر ہو۔ پھر وہ محبت بجائے خود اس کے لئے ایک بہشت پیدا کر دیتی ہے اور حقیقی بہشت یہی ہے کوئی آدمی بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس راہ کو اختیار نہیں کرتا ہے اس لئے میں تم کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اسی راہ سے داخل ہونے کی تعلیم دیتا ہوں کیونکہ بہشت کی حقیقی راہ یہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو اتمام نعمت کی ہے وہ یہی دین ہے جس کا نام اسلام رکھا ہے پھر نعمت میں جمعہ کا دن بھی ہے جس روز اتمام نعمت ہوا۔ یہ اس کی طرف اشارہ تھا کہ پھر اتمام نعمت جو لیظہرہ علی الدین کلہ کی صورت

میں ہوگا وہ بھی ایک عظیم الشان جمعہ ہوگا ۔ وہ جمعہ اب آگیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے وہ جمعہ مسیح موعود کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے۔ اس لئے کہ اتمام نعمت کی صورتیں دراصل دو ہیں۔

اوّل ۔ تکمیل ہدایت   دوم ۔ تکمیل اشاعتِ ہدایت

اب تم غور کرکے دیکھو تکمیلِ ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کامل طور پر ہو چکی لیکن اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا تھا کہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ دوسرا زمانہ ہو جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بروزی رنگ میں ظہور فرماویں اور وہ زمانہ مسیح موعود اور مہدی کا زمانہ ہے یہی وجہ ہے کہ لیظہرہ علی الدین کلہ اس کی شان میں فرمایا گیا ہے تمام مفسرین نے بالاتفاق اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ آیت مسیح موعود کے زمانہ سے متعلق ہے۔ درحقیقت اظہارِ دین اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ کُل مذاہب میدان میں نکل آویں اور اشاعتِ مذہب کے ہر قسم کے مفید ذریعے پیدا ہو جائیں اور وہ زمانہ خدا کے فضل سے آگیا ہے۔ چنانچہ اس وقت پریس کی طاقت ایسی کہ ہوں کی اشاعت آریہ میں جو جو سہولتیں میسر آئی ہیں سب کو معلوم ہیں۔ ڈاکخانوں کے ذریعہ سے کُل دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ اخباروں کے ذریعہ سے تمام دنیا کے حالات پر اطلاع ملتی ہے۔ ریلوں کے ذریعہ سفر آسان کر دیئے گئے ہیں۔ غرض جس قدر آئے دن نئی ایجادیں ہوتی جاتی ہیں۔ اسی قدر عظمت کے ساتھ مسیح موعود کے زمانہ کی تصدیق ہوتی جاتی ہے اور اظہارِ دین کی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔ اس لئے یہ وقت وہی وقت ہے جس کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ لیظھرہ علی الدین کلّہ کہہ کر فرمائی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے جو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ کی شان بلند کرنے والا اور تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کی صورت میں دوبارہ اتمام نعمت کا زمانہ ہے۔ اور پھر یہ وہی وقت اور جمعہ ہے جس میں وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ کی پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

وَكَافٍ لَنَا هٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدَا

(اور یہ سامان زادِ راہ کے طور پر ہمیں کافی ہے۔)

وَكَمْ اٰيَةٍ لَكَ فِيْ عِبَادٍ حَمِدْتَهُمْ وَلَاسِيَّمَا عَبْدٌ تُسَمِّيْهِ اَحْمَدَا

(اے خدا!) جن بندوں کی تُو نے تعریف کی ان میں تیرے نشان ہیں۔ خاص کر اُس بندہ میں جس کا تو نے احمد نام رکھا ہے

وَكَانَ الْحِجَازُ وَمَا سِوَاهُ كَمَيِّتٍ شَفِيْعُ الْوَرٰى اَحْيَا وَاَدْنَى الْمُبَعَّدَا

حجاز اور دوسرے ملک مُردہ کی طرح تھے۔ مخلوق کے شافع (محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم) نے انکو زندہ کردیا اور جو چیز بعید تھی اسکو نزدیک کر دکھایا

فَلَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ كَافِرٌ اِلَّا الَّذِيْ اَصَرَّ بِشِقْوَتِهٖ عَلٰى مَا تَعَوَّدَا

ان میں سے کوئی بھی کافر نہ رہا سوائے ایسے شخص کے جو اپنی بدبختی سے اپنی پرانی عادت پر مُصر رہا

شَرِيْعَتُهُ الْغَرَّاءُ نُوْرٌ مُعَبَّدٌ غَيُوْرٌ فَاَحْرَقَ كُلَّ دَيْرٍ وَّمَسْجِدَا

آپ کی روشن شریعت ایسا طریق ہے جس پر کثرت سے لوگ چل رہے ہیں۔ آپ کی لائی ہوئی کتاب ایک ایسی غیرت والی ہے جو ہر مندر اور معبد کو جلادیتی ہے

وَاَتٰى بِمُصْحَفِ اللّٰهِ لَاشَكَّ اَنَّهَا كِتَابٌ كَرِيْمٌ يُرْفِدُ الْمُسْتَرْفِدَا

محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالےٰ کا ایسا کلام لائے ہیں۔ جو یقیناً ایسی معزز کتاب ہے جو ہر حاجت مند کی حاجت روائی کرتی ہے۔

فَمَنْ جَاءَهٗ ذُلًّا لِتَعْظِيْمِ شَانِهٖ فَيُعْطٰى لَهٗ فِيْ حَضْرَةِ الْقُدْسِ سُؤْدَدَا

اس کی عظمت کو دیکھ کر جو شخص نیاز مندی سے آئے۔ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کو سرداری دی جاتی ہے۔

فَيَا طَالِبَ الْعِرْفَانِ خُذْ ذَيْلَ شَرْعِهٖ وَدَعْ كُلَّ مَتْبُوْعٍ بِهٰذَا الْمُقْتَدٰى

اے معرفت کے طالب! آپ کی شرع کا دامن پکڑ اور ایسے باکمال پیشوا کے ہوتے ہوئے دوسرے پیشواؤں سے منہ موڑ لے

وَقَدِ اصْطَفَيْتُ بِمُهْجَتِيْ ذِكْرَ حَمْدِهٖ وَكَافٍ لَنَا هٰذَا الْمَتَاعُ تَزَوُّدَا

میں نے دل و جان سے ان کی تعریف کے ذکر کو پسند کر لیا ہے اور یہ سامان زادِ راہ کے طور پر ہمیں کافی ہے

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آں خدائش بس است در دو جہاں

(اس کے لئے خدا تعالیٰ دو جہانوں میں کافی ہے)

ہر کہ گیرد رہ خدائے یگاں　　آں خدائش بس است در دو جہاں

جو بھی خدائے واحد کا راستہ اختیار کرے گا اس کے لئے خدا تعالیٰ دونوں جہانوں میں کافی ہے۔

لاجرم طالب رضائے خدا　　بگسلد از ہمہ برائے خدا

یہ سچی بات ہے کہ خدا کی رضا کا طالب خدا کے لئے ہر ایک سے قطع تعلق کر لیتا ہے۔

شیوہ اش مے شود فدا گشتن　　بہر حق ہم ز جاں جدا گشتن

اس کا مذہب تو یار پر قربان ہو جانا اور خدا کے لئے اپنی جان سے جدا ہونا ہے۔

در رضائے خدا شدن چوں خاک　　نیستی و فنا و استہلاک

خدا کی رضا میں خاک ہو جانا اور نیستی اور فنا اور ہلاکت کا طالب ہونا۔

دل نہادن در آنچہ مرضئے یار　　صبر زیر مجاریئے اقدار

جو یار کی مرضی ہو اس پر راضی ہونا اور جاری شدہ قضا و قدر پر صبر کرنا۔

تو بحق نیز دیگرے خواہی　　ایں خیال است اصل گمراہی

تو خدا کے ساتھ اور دل کو بھی چاہتا ہے۔ پس یہی خیال گمراہی کی جڑ ہے

گر دہندت بصیرت و مردی　　از ہمہ خلق سوئے حق گردی

اگر تجھ میں عقل اور عزم راسخ ہو تو تو صرف خدا ہی کی طرف متوجہ رہے۔

در حقیقت بس است یار یکے　　دل یکے جاں یکے نگار یکے

ایک ہتھیار جس کے آگے کوئی ہتھیار نہیں ٹھہر سکتا

وہ دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہتھیار ہے

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز)

"ہماری رجسٹرڈ جماعتیں ہزار کے قریب ہیں (رجسٹرڈ سے مراد یہ ہے کہ جو ہمارے رجسٹروں پر درج ہیں) کئی ایسی جماعتیں ہیں جو ایک جماعت کے طور پر ہمارے رجسٹروں میں درج ہیں مگر ہیں وہ دو یا تین یا پانچ یا سات آبادیوں پر مشتمل یعنی انتظامی سہولت کے پیش نظر قریبی اور چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل ایک جماعت بنا دی گئی ہے کوئی شخص آکر بتا دیتا ہے کہ فلاں جگہ اس قسم کی شرارت کی بات ہو رہی اگرچہ ہم بڑے غریب ہیں ہمارے پاس سامان نہیں سیاسی اقتدار نہیں حکومت نہیں۔ ہم تو خدا تعالےٰ کے عاجز بندے ہیں تاہم ہماری جماعت ایک ایسی جماعت ہے جس کے دل میں یہ تڑپ ہے کہ اسلام ساری دنیا پر غالب آجائے۔ اسلام کے مقابلہ میں تمام ادیانِ باطلہ مٹ جائیں۔ سارے اندھیرے جاتے رہیں۔ اسلام کا نور ساری دنیا میں پھیل جائے۔ لوگ اپنے کاموں میں مگن ہیں کسی کو اسلام کی اشاعت کا فکر نہیں اور نہ اسلام کا درد ہے۔ یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کے دل میں اسلام کا درد ہے اس لئے ہمارا فکر اور ہمارا تدبر ہمارا پڑھنا اور ہمارا سننا، ہمارا سونا اور ہمارا جاگنا اسلام کی ترقی کے لئے وقف ہے۔ لیکن دشمن یہ سمجھتا ہے کہ وہ طاقتور ہے ملک کے حاکموں کے مقابلے میں۔ دشمن یہ سمجھتا ہے کہ وہ طاقتور ہے پاکستان کے مقابلہ میں۔ اس لئے وہ اسے مٹانا چاہتا ہے۔ غرض اس وقت کئی خیالات ہیں جو لوگوں میں چکر لگا رہے ہیں۔

تاہم جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ہمارے پاس کچھ نہیں۔ مجھے تو یہ کہتے ہوئے ذرا بھی شرمندگی نہیں ہوتی کہ میں بڑا غریب ہوں۔ "میں" سے مراد جماعت احمدیہ ہے کیونکہ جماعت احمدیہ اور اس کا امام ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ بہرحال ہمارے پاس نہ کوئی سیاسی اقتدار ہے۔ اور نہ سیاسی اقتدار کے لئے اپنے اندر کوئی دلچسپی محسوس کرتے

لیکن ایک ہتھیار اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا دیا ہے جس کے مقابلے میں کوئی ہتھیار ٹھہر نہیں سکتا۔ اور وہ دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ہتھیار ہے۔ انسان جب اللہ تعالیٰ کے حضور انتہائی عاجزانہ طور پر جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کے لئے آتا ہے۔ چودہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں ہمیں یہی نظر آتا ہے کہ مسلمانوں نے جب کبھی شکست کھائی یا دشمن سے مار کھائی، یا دشمن کے ہاتھوں ذلت اٹھائی تو وہ اسلام کو چھوڑ کر اور خدا تعالیٰ سے دور ہو کر اٹھائی۔

پس دوستوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ایک زبردست ہتھیار ہے تم اسے استعمال کرو اور بہت دعائیں کرو۔ صرف اپنے لئے نہیں رشتہ داروں کے لئے نہیں بلکہ اپنے ملک کے لئے بلکہ اپنے دوستوں کے لئے جن کا جماعت کے ساتھ تعلق نہیں حکومت کے لئے اور پھر اپنے دشمنوں کے لئے بھی دعا کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص بھی پختہ ایمان والا نہیں ہوا جو اپنے دشمن کیلئے دعا نہیں کرتا۔ جیسے ہماری تو کسی کے ساتھ دشمنی نہیں ہے لیکن جس کو ہمارے ساتھ دشمنی ہے اس کے لئے بھی ہم دعا کریں گے اللہ تعالیٰ اسے عقل اور سمجھ عطا فرمائے وہ اپنی تباہی اور ملک کی تباہی کے سامان پیدا کرنے کی کوشش نہ کرے۔

بہرحال ہم عاجز بندے ہیں اور یہ حقیقت ہمارے سامنے ہے ہم اسے بھولے تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نشان دیکھنے پر بھی اتنا زمانہ نہیں گزرا کہ ہم یہ کہیں کہ پہلوں نے نشان دیکھے تھے ہمیں کیا معلوم ہے۔ نہیں! ہمیں بھی معلوم ہے کیونکہ ہم بھی روز یہ نشان دیکھتے ہیں۔ کوئی پشاور میں نشان نظر آ رہا ہے۔ کوئی نشان گوجرانوالہ میں نظر آ رہا ہے۔ کوئی گجرات میں نظر آ رہا ہے کوئی سیالکوٹ میں نظر آ رہا ہے، کوئی نشان ملتان۔ بہاولپور اور کراچی غرض سارے پاکستان میں یہاں تک کہ ساری دنیا میں نشان نظر آ رہے ہیں۔ ہمارا رب بڑا ہی پیار کرنے والا ہے۔ گر ہم اس سے بے وفائی نہ کریں تو وہ انسان سے کہیں زیادہ وفادار ہے۔ اگر ہم اس کے شکرگزار بندے بنیں تو وہ ہمیں اپنے فضلوں سے بہت زیادہ نوازتا ہے۔ اسی لئے اس نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابراہیم آیت ۸)

پس اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ بعض لوگ جو ابھی احمدی نہیں ہوئے۔ مثلاً افریقہ میں بھی ہیں اور دوسری جگہوں پر بھی ہیں وہ اپنی تقریروں میں علی الاعلان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے احمدیت کی صداقت کے نشان دیکھے ہیں۔ چنانچہ سیرالیون کے ایک سابق ڈپٹی پرائم منسٹر کے متعلق میں پہلے بھی کئی بار بتا چکا ہوں کہ جب میں افریقہ کے دورے پر گیا اور سیرالیون پہنچا تو اس نے پیچھے پڑ کر استقبالیہ دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سابق نائب وزیراعظم صاحب اس لئے پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ کہ اس طرح وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی استقبالیہ تقریر میں یہ کہتے تھے کہ میں احمدی نہیں ہوں لیکن جس شخص نے (یہ ان کے الفاظ تھے) بھی جماعت احمدیہ کی مخالفت کی اللہ تعالیٰ نے اسے تباہ کر کے رکھ دیا۔ [illegible]

والے تھے نہ وہ یہاں آئے نہ مرکز سلسلہ کے ساتھ ان کا کوئی تعلق تھا۔ احمدی وہ نہیں تھے۔ محض ایک سیاستدان ہیں۔ مگر انہوں نے اپنی تقریر میں کہا۔ میں نام نہیں لیتا (شائد ان کی وزارت کے زمانہ میں کوئی وزیر تھا) بڑا امیر آدمی تھا اس کے پاس کاریں تھیں۔ وہ بڑے پیسے والا تھا مگر اس نے جماعت کی بڑی مخالفت کی تھی۔ تم میں سے ہر ایک شخص کو پتہ ہے۔ میں اس کا نام نہیں لیتا۔ مگر اب بتاؤ کہاں ہے وہ آدمی، کہاں ہیں اس کی کاریں، اور کہاں ہے اس کا خاندان؟ غرض یہ الفاظ ایک غیر از جماعت سمجھدار اور سابق نائب صدر اعظم کے ہیں۔ جس نے اپنی تقریر میں برملا اظہار کیا اور احمدیت کی صداقت کا ایک نشان بنا۔

غرض اللہ تعالےٰ جماعت احمدیہ کے حق میں ساری دنیا میں اپنی قدرت اور اپنے پیار کے نشان دکھاتا ہے۔ جب تک ہم اس کے وفادار اور شکرگزار بندے بنے رہیں گے اس وقت تک ہم اللہ تعالےٰ کی قدرتوں کے نشان اور اس کے پیار کے جلووں کو دیکھتے رہیں۔ اس واسطے عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی رحمت اس کے پیار اور اس کے فضلوں کو جذب کرو تاکہ دشمنوں کی طرف سے جو بھی فتنہ کھڑا ہو وہ کامیاب نہ ہو۔ ہمیں ان کی ہلاکت سے کوئی غرض نہیں ہے اور نہ ہماری یہ خواہش ہے کہ وہ ہلاک ہوں۔ ہم تو ان کی اصلاح چاہتے ہیں۔ ہم ان کے مقابلے پر کھڑا ہونا نہیں چاہتے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ ان کے جو منصوبے ہیں وہ خیر الماکرین توڑ کر رکھ دے۔ وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ اپنا فضل فرمائے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ وہ اسلام کو غلبۂ اسلام کی شاہراہ پر آگے ہی آگے بڑھاتی چلی جائے۔ احباب اس کے لئے دعا کرتے رہیں۔"

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸ اگست ۱۹۷۲ء مطبوعہ الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

تضرّع کا طریق اختیار کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"تضرّع کا طریق اختیار کرو۔ یہ دن عیش میں گزارو یا خدا کی راہ میں تکلیف اٹھا کر۔ آخر کار بگذرد۔ پس ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے تا دنیا کی آفات سے بچے رہو۔ ایمان سلامت رہے اور رضوان الٰہی حاصل ہو۔"

(البلاغ المبین [illegible])

موجودہ زمانہ کے بعض اعمالِ صالحہ اور اُن کی بجا آوری

آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ وہ واحد جماعت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک عظیم الشان مامور کے ذریعہ قائم فرمایا ہے اور جو خلافت کے آسمانی نظام کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی براہِ راست رہنمائی میں ان مخصوص اعمالِ صالحہ کو بجا لانے کی توفیق پاتی چلی آ رہی ہے جن کی بجا آوری غلبۂ اسلام کے نقطۂ نگاہ سے نہ صرف ضروری بلکہ از بس ضروری ہے۔

جہاں تک اعمالِ صالحہ کی بجا آوری کا تعلق ہے ہر زمانہ اور ہر دور کے مخصوص تقاضوں کے مطابق ان کی نوعیت اور نسبتی اہمیت بدلتی رہتی ہے۔ ایک وقت میں ایک عملِ صالح پر نسبتاً زیادہ زور دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور دوسرے وقت میں دوسرے عملِ صالح پر زیادہ مستعدی اور تعہد کے ساتھ عمل پیرا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اس امر کا فیصلہ کہ کسی وقت میں کس کس نوعیت کے اعمالِ صالحہ پر زور دینا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی براہِ راست راہنمائی میں خلیفۂ وقت کرتا ہے کوئی بھی دوسرا شخص خواہ وہ بظاہر کتنا ہی متقی، پرہیزگار اور خدا رسیدہ کیوں نہ نظر آئے اور خواہ کتنا ہی عالم و فاضل اور دانا و عاقل کیوں نہ شمار ہو وہ اس امر کا ہرگز مجاز نہیں ہوتا کہ وہ از خود یہ فیصلہ کرے کہ کسی دور اس زمانہ میں کون سے اعمالِ صالحہ پر زیادہ زور دینا ضروری ہے۔ یہ صرف اور صرف خلیفۂ وقت کا کام ہوتا ہے اور وہی خدا تعالیٰ کی براہِ راست راہنمائی میں فیصلہ کرتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو جب اللہ تعالیٰ نے آج سے سات سال قبل اپنے فضل کی رِدا اور موہبت کی حُلّۂ مقدسہ پہنایا اور آپ کو خلافت احمدیہ کی مسندِ جلیلہ پر متمکن فرمایا تو اس نے آپ پر بتدریج اس امر کا انکشاف فرمایا کہ وہ کون کون سے اعمالِ صالحہ ہیں جنہیں آپ کی آسمانی قیادت اور راہنمائی میں جماعت احمدیہ کے ایثار پیشہ افراد کے لئے بجا لانا ضروری ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ جوں جوں آپ پر ان اعمالِ صالحہ کا انکشاف فرماتا چلا گیا آپ یکے بعد دیگرے ان اعمالِ صالحہ پر مشتمل متعدد تحریکات جماعت میں جاری فرماتے چلے گئے۔

سے اب تک آپ جماعت میں ایک درجن کے قریب تحریکات جاری فرما چکے ہیں اور جماعت ان تحر طور پر لبیک کہہ کر اور قربانی و ایثار، خدمت و فدائیت اور للّٰہیت کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کر کے اسلام

والا عظیم الشان

اللہ تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کا نیا، مقدس و بابرکت دَور شروع ہونے سے بہت پہلے ہی احباب جماعت کو یہ بشارت دے دی تھی کہ خلافت ثانیہ کے نہایت درجہ مقدس و بابرکت اور غیر معمولی کامیابیوں اور کامرانیوں سے بھرپور دَور کے معاً بعد جو دَور شروع ہوگا وہ بھی بہت غیر معمولی اور عظیم الشان فتوحات کا دَور ہوگا۔ اُس دَور میں اسلام کو ایسی ایسی شاندار فتوحات حاصل ہونگی جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہ ہوئی تھیں۔ چنانچہ خود سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر اپنے دورِ خلافت کے آغاز میں ہی احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہماری جماعت کی ترقی کا زمانہ بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت قریب آگیا ہے اور وہ دن دُور نہیں جبکہ افواج در افواج لوگ اس سلسلہ میں داخل ہوں گے مختلف ملکوں سے جماعتوں کی جماعتیں داخل ہوں گی اور وہ زمانہ آتا ہے کہ گاؤں کے گاؤں اور شہر کے شہر احمدی ہوں گے اور ابھی سے مختلف اطراف سے خوشخبری کی ہوائیں چل رہی ہیں اور جس طرح خدا تعالےٰ کی یہ سنت ہے کہ بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوائیں چلاتا ہے تاکہ غافل لوگ آگاہ ہو جائیں اور اپنے مال و اسباب کو سنبھال لیں۔ اسی طرح خدا تعالےٰ نے ہماری ترقی کی ہوائیں چلادی ہیں۔ پس ہوشیار ہو جاؤ۔ آپ لوگوں میں سے خدا کے فضل سے بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت پائی ان کا فرض ہے کہ وہ آنے والوں کے لئے ہدایت اور راہ نمائی کا باعث ہوں کیونکہ کوئی ایک شخص بہتوں کو نہیں سکھ سکتا۔ دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہوگا وہ بھی آدمی ہوگا جس کے زمانہ میں فتوحات ہونگی۔"

(انوار خلافت طبع اوّل ص۱۱۵، ۱۱۶)

چنانچہ جب اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کے بموجب ۱۹۶۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ خلافت احمدیہ کی مسند جلیلہ پر متمکن ہوئے اور اس طرح موعودہ فتوحات کے دَور کا آغاز ہوا تو آپ نے اپنی ابتدائی تقریروں میں سے ایک تقریر میں اللہ تعالےٰ کے اس وعدہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مجھے یقین ہے کہ جب تک وہ مجھے زندہ رکھنا چاہے گا اس قادر و توانا کا قوی ہاتھ ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا اور میرے ہاتھ سے وہ جماعت کو جس طرف بھی لے جائیگا انشاء اللہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی اس لئے نہیں کہ میرے اندر کوئی خوبی ہے بلکہ اس لئے کہ اُس قادر و توانا خدا کے ہاتھ میں سب طاقتیں ہیں اور اس کا وعدہ ہے کہ وہ مجھے کامیابی عطا فرمائیگا ...... میں تمام جماعت کو جو یہاں موجود ہے اور پوری دنیا کو کامل یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال کے اندر دنیا میں ایک عظیم الشان تغیر ہونے والا ہے

وہ دن قریب ہیں جب دُنیا کے بہت سے ممالک کی اکثریت اسلام کو قبول کرچکی ہوگی اور دنیا کی سب طاقتیں ولمک بھی اس آنے والے روحانی انقلاب کو روک نہیں سکتے۔" (الفضل ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء)

دنیا میں عنقریب رونما ہونے والے اس عظیم الشان تغیر کے پیش نظر ضروری تھا کہ جماعت کو اس کے لئے تیار کیا جاتا۔ چنانچہ اس تیاری کے ضمن میں ہی حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی براہِ راست راہ نمائی میں جماعت میں متعدد تحریکیں جاری فرمائی ہیں اور یہ عظیم الشان تغیر اور اس کے تعلق میں ملنے والی عظیم الشان فتوحات ان تحریکوں پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

جب ہم حضور ایدہ اللہ کی جاری فرمودہ تحریکات پر یکجائی نظر ڈالتے ہیں، تو ان میں سے بعض کا تعلق محبتِ الٰہی سے ہے، بعض کا ہمدردی بندگانِ خدا سے، بعض کا تعلق تعلیمی امور سے ہے اور بعض کا مالی وجانی قربانیوں سے۔ بعض کا تعلق افرادِ جماعت کی تربیت سے ہے اور بعض کا اعلاءِ کلمۂ اسلام اور اشاعت نورِ حضرت خیر الانامؐ سے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اس دور کے مناسب حال اعمالِ صالحہ کا انکشاف فرماتا چلا گیا اور آپ انہیں ایک تحریک کے بعد دوسری تحریک کی شکل میں جماعت کے سامنے رکھتے چلے گئے کیونکہ آپ جانتے تھے وہ خدا جو یہ تحریکات منکشف فرما رہا ہے وہ خود ان میں برکت ڈالے گا اور جماعت کو ان تحریکات پر والہانہ لبیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ چنانچہ اس میں کیا شک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب تحریکات میں نہایت درجہ غیر معمولی برکت ڈالی اور جماعت کے افراد نے کیا مرد اور کیا مستورات، کیا چھوٹے اور کیا بڑے سب نے ہی جذبۂ بے اختیار کے ماتحت ایسے والہانہ طور پر لبیک کہا اور پھر خدائی وعدوں کے موجب ان کے ایسے شاندار اور خوشکن نتائج ظاہر ہوئے اور ہو رہے ہیں کہ ایک دنیا انہیں اور ان کے جلو میں آنے والی عظیم فتوحات کو دیکھ کر دائرہ حیرت میں پڑی ہوئی ہے اور احبابِ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو بارش کی طرح برستا دیکھ کر اس کے حضور سجداتِ شکر بجا لا رہے ہیں؛

موعودہ ترقیوں، کامیابیوں اور فتوحات کی ضامن ان تحریکات میں حسبِ ذیل تحریکات شامل ہیں:۔

۱۔ محبت واخوت اور پیار والا حسین معاشرہ قائم کرنے کی تحریک
۲۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے قیام کی تحریک
۳۔ تعلیم القرآن کی تحریک
۴۔ وقفِ عارضی کی تحریک
۵۔ مجلس موصیان کے قیام کی تحریک
۶۔ چندہ وقفِ جدید اطفال کی تحریک

۷۔ بد رسوم کے خلاف اعلانِ جہاد کی تحریک

۸۔ مقاصد تعمیر بیت اللہ کی تکمیل کے لئے تربیت کے ایک خصوصی پروگرام پر عمل پیرا ہونے کی تحریک

۹۔ سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات مع ترجمہ حفظ کرنے کی تحریک

۱۰۔ تسبیح و تحمید اور درود کا ورد کرنے کی تحریک

۱۱۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام کی تحریک

۱۲۔ مغربی افریقہ میں ہیلتھ سنٹرز اور مدارس کھولنے کی غرض سے لیپ فارورڈ پروگرام کی تحریک

اس فہرست میں ان میں سے بعض تحریکات کی اہمیت اور ان کے انقلاب انگیز نتائج و اثرات پر روشنی ڈالی جائے گی:

پہلی تحریک

حضور ایدہ اللہ نے پہلی تحریک جس کا تعلق ہمدردی بندگانِ خدا اور نہایت ہی حسین و جمیل معاشرہ کے قیام سے ہے یہ فرمائی کہ ہر جگہ اور ہر مقام پر جہاں جہاں احمدی پائے جاتے ہیں وہ قرآن کریم کے حکم یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا کے ماتحت یتیموں، مسکینوں اور اسیروں کا خیال رکھیں اور ان کو کھانا کھلانے کا انتظام کریں تاکہ معاشرہ سے بھوک کا دکھ دور ہونے سے باہمی محبت و اخوت کا جذبہ ترقی پذیر ہو۔ چنانچہ آپ نے ۱۷ دسمبر ۱۹۶۵ء کو احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"آج میں ہر ایک کو جو ہماری جماعت کا عہدہ دار ہے متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذمہ دار ہے اس بات کا کہ اس کے علاقہ میں کوئی احمدی بھوکا نہیں سوتا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ آپ کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اگر کسی وجہ سے آپ کا محلہ یا جماعت اس محتاج کی مدد کرنے کے قابل نہ ہو تو آپ کا فرض ہے کہ آپ مجھے اطلاع دیں، میں اپنے رب سے امید رکھتا ہوں کہ وہ مجھے توفیق دے گا کہ میں ایسے ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کر دوں انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک بڑی اہم ذمہ داری ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ اس کو ہر وقت یاد رکھیں اور اس کے متعلق ہر وقت سوچتے رہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر عمل کرنے سے بڑے خوشکن نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ قوم جس کے ہر فرد کو معلوم ہو کہ میری ذمہ داری ساری قوم نے اپنے اوپر اٹھائی ہوئی ہے اس کے دل میں کتنا سکون اور کتنا اطمینان ہوگا اور اپنے رب کی حمد کے کتنے گہرے جذبات اس کے دل میں موجزن ہوں گے اور اپنے آقا محمد صلے اللہ

علیہ وسلم کے لئے کتنی محبت جوش میں آئے گی۔ ایک پُرامن پُرسکون، اخوت والا محبت والا، پیار والا معاشرہ قائم ہو جائے گا جس پر دنیا رشک کرنے لگے گی۔"

(الفضل مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۶۶ء)

اس تحریک کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے جماعت میں ایک محبت والا، اخوت والا اور پیار والا معاشرہ قائم ہوا اور دنیا اس پر رشک کا اظہار کئے بغیر نہ رہی۔ چنانچہ ایک پریس رپورٹر مسٹر احسان اختر نے بایں الفاظ رشک کا اظہار کیا۔ انہوں نے لکھا۔

"حضور نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا ہمسایہ رات کو بھوکا نہ سوئے، کوئی بے روزگار نہ ہو اگر کوئی ایسا ہو تو فوراً اس کی مدد کرو۔ بے شک رزّاق اللہ تعالےٰ کی ذات ہے لیکن کیا کبھی ہم نے اس پر عمل کیا؟ اس کے برعکس احمدی حضرات میں آپ کو کوئی شخص ایسا نہ ملے گا۔ کیونکہ ان میں اتفاق اور یکجہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں کی مدد کرتا ہے جو اس کی غریب و مظلوم مخلوق کے کام آویں۔" (منقول از الفضل ۔ ۱ مئی ۱۹۶۶ء)

دوسری تحریک

دوسری تحریک جس کا تعلق مالی قربانی سے تھا حضور ایدہ اللہ نے یہ فرمائی کہ احباب جماعت حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ، کے احسانات کی یاد میں اور اس محبت کے اظہار کے طور پر جو ہمارے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے آپ کے لئے پیدا کی ہے" فضل عمر فاؤنڈیشن" کے قیام کے لئے اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں جو اس غرض کے لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ غلبۂ اسلام کے اُن کاموں کو عملی جامہ پہنایا جا سکے جن سے حضرت المصلح الموعود کو خاص طور پر بہت دلچسپی تھی اور جو آپ کو بہت مرغوب و دلپسند تھے چنانچہ اس تحریک کا ذکر کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"میں دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی تمام قربانیوں پر قائم رہتے ہوئے اور ان میں کسی قسم کی کمی کئے بغیر بشاشتِ قلب کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر اس فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں اور ساتھ ہی دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس فنڈ کو بابرکت کرے اور اس کے اچھے نتائج کا ثواب حضرت فضلِ عمرؓ کو بھی اور ہمیں بھی پہنچائے۔"

حضور ایدہ اللہ نے فضل عمر فاؤنڈیشن کے فنڈ میں ۲۵ لاکھ روپے جمع کرانے کی تحریک فرمائی تھی اور اس کے لئے تین سال کا عرصہ مقرر فرمایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خلیفہ برحق کی اس تحریک میں اس قدر غیر معمولی برکت ڈالی اور افراد جماعت کو اس قدر والہانہ رنگ میں اس پر لبیک کہنے کی توفیق بخشی کہ تین سال کا عرصہ پورا ہونے پر دنیا یہ

دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ اس غریب جماعت کے غریب افراد نے ۲۵ لاکھ روپے کے مطالبہ کے بالمقابل تین سال کے اندر اندر پونے تینتیس لاکھ روپے نقد اور جائداد کی شکل میں پیش کر دکھائے۔

پھر ابتداء ہی میں اس تحریک کے ایسے شاندار نتائج منصۂ شہود پر آئے ہیں کہ انہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے بارش کی طرح برستے ہوئے نشانوں کا مشاہدہ کر کے روح پر وجد کی کیفیت طاری ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ حضور نے اس فنڈ کے سرمایہ کے بیشتر حصہ کو نفع مند کاموں پر لگانے اور حاصل ہونیوالے نفع کی رقم سے اشاعت و غلبۂ اسلام کے ان کاموں کو انجام دینے کا فیصلہ فرمایا جو حضرت فضل عمرؓ کو دل سے مرغوب تھے۔ پھر ان کاموں کو حضور نے دو حصوں میں منقسم فرمایا۔ ایک قلیل المیعاد منصوبہ اور دوسرا طویل المیعاد منصوبہ۔ قلیل المیعاد منصوبہ کے تحت تحقیقی اور علمی مقالوں کا انعامی مقابلہ۔ حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خطبات و ملفوظات کو کتابی شکل میں شائع کرنے کا اہتمام اور حضرت فضل عمر کے سوانح حیات کی تدوین شامل ہے۔ قلیل المیعاد منصوبے کی ان تینوں شقوں پر گراں قدر کام ہو چکا ہے۔

حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مجالس شوریٰ کی تقاریر میں متعدد بار اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ اسلام اور دیگر مذاہب سے متعلق علمی اور تحقیقی کاموں کو آگے بڑھانے کے لئے مرکز سلسلہ میں ایک وسیع مکمل اور جامع لائبریری قائم ہونی چاہیئے۔ چنانچہ فضل عمر فاؤنڈیشن کے طویل المیعاد منصوبہ کے تحت حضورؓ کی اس خواہش کی تکمیل کو اولیت دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ باعث مسرت ہے یہ امر کہ تین لاکھ پچاسی ہزار روپے کے مصرف سے "فضل عمر لائبریری" کی ایک وسیع و عریض نہایت مضبوط و پائیدار اور جدید طرز کی نہایت خوبصورت و شاندار عمارت ہر طرح مکمل ہو چکی ہے جو ماڈرن ڈیزائن کے اعلیٰ ترین فرنیچر نیز مطالعہ اور ریسرچ کی ہر قسم کی سہولتوں سے پوری طرح مزین ہے۔ سردست اس میں ۵۰ ہزار کتابوں کی گنجائش رکھی گئی ہے جسے بعد میں بڑھایا جا سکے گا۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ اب تک فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے نفع مند کاموں پر لگائے ہوئے سرمایہ سے پونے چھ لاکھ روپے نفع کے طور پر حاصل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ فضل عمر لائبریری کی عمارت، دفتر فضل عمر فاؤنڈیشن کی بلڈنگ اور عملہ وغیرہ کے جملہ اخراجات بھی نفع کے طور پر حاصل ہونے والی خطیر رقم میں سے ہی ادا کئے گئے ہیں۔ اس طرح ان سب عظیم اور رفیع الشان کاموں کی انجام دہی کے باوجود اللہ تعالےٰ کے فضل سے فضل عمر فاؤنڈیشن کا پورا پورا سرمایہ جوں کا توں محفوظ ہے۔ اس میں کمی نہیں بلکہ نفع کی بقیہ رقم کی وجہ سے کچھ اضافہ ہی ہوا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

تعمیر بیت اللہ کے مقاصد کی تکمیل کیلئے تربیت کے خصوصی پروگرام کی تحریک

اللہ تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق خلافت ثالثہ کے مبارک عہد میں ملنے والی عظیم فتوحات کے پیش نظر یہ ضروری تھا کہ جماعت احمدیہ کی نئی نسل کی جس کے لئے یہ فتوحات دیکھنی مقدر ہیں صحیح خطوط پر تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ یہ نسل

فتوحات کو قریب سے قریب تر لانے کے لئے اپنی نئی اور عظیم ذمہ داریوں کو کما حقہ ادا کر سکنے کے قابل ہو سکے چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر حضور ایدہ اللہ نے اپنے متعدد خطبات میں قرآن مجید کی رو سے تعمیر بیت اللہ کے ۲۳ مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈال کر احباب جماعت پر واضح کیا کہ اس آخری زمانہ میں ان مقاصد کو عملاً پورا کرنے کی ذمہ داری جماعت احمدیہ کے افراد پر عائد ہوتی ہے اور یہ ذمہ داری ادا نہیں ہو سکتی جب تک کہ نئی نسل کی صحیح خطوط پر تربیت نہ کی جائے۔ چنانچہ حضور نے تعمیر بیت اللہ کے مقاصد کی وضاحت اور ان کی روشنی میں نئی نسل کی خصوصی تربیت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میری توجہ کو اس طرف پھیرا گیا تھا کہ آئندہ بیس پچیس سال اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں اور اسلام کے غلبہ کے بڑے اہم سامان اس زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے اور دنیا کثرت سے اسلام میں داخل ہوگی یا اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہوگی۔ اس وقت اسی کثرت کے ساتھ ان میں مربی اور معلم چاہیئے ہوں گے۔ وہ معلم اور مربی جماعت کہاں سے لائے گی۔ اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی، اس لئے اس کی فکر کرو اور ان مقاصد کو سامنے رکھو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں اور ان مقاصد کے حصول کے لئے جس رنگ کی تربیت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے کلام پاک کی روشنی میں اسی قسم کی تربیت اپنے نوجوانوں کو دو تا جب وقت آئے تو بڑی کثرت سے ان میں سے اسلام کے لئے بطور مربی اور معلم کے زندگیاں وقف کرنے والے موجود ہوں تا وہ مقصد پورا ہو جائے کہ تمام بنی نوع انسان کو علیٰ دینٍ واحدٍ جمع کر دیا جائے۔" (الفضل ۲۵ جون ۱۹۶۷ء)

اس کے بعد حضرت ایدہ اللہ نے احمدی نوجوانوں کو توجہ دلائی کہ وہ اسلام کو عنقریب ملنے والی فتوحات میں حصہ دار بننے کی غرض سے تعمیر بیت اللہ کے مقاصد کی روشنی میں نو بنیادی اوصاف اپنے اندر پیدا کریں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالےٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غالب کرے اور اس کے بندے دنیا کے دل اس کے لئے جیتیں اور بنی نوع انسان اسلام کے فیوض اور برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ان برکات کے انتشار کے لئے اللہ تعالےٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد ان نو بنیادی خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور یہ وہ خوبیاں ہیں جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں پائی جاتی تھیں اور جن کے باعث اللہ تعالےٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انہوں نے دنیا میں بے نظیر کامیابیاں حاصل کیں وہ بنیادی خوبیاں یہ ہیں:۔

(۱) اللہ تعالےٰ کی محبت ذاتی (۲) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت (۳) رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

کی کامل اتباع (۴) اس عقل کا پیدا ہونا اور اسے ستور اور روشن کرنا جو برائیوں سے روکتی ہے۔ (۵) تدبیر کو اس کے کمال تک پہنچانا (۶) مسابقت کی روح پیدا کرنا یعنی ہر شخص کوشش کرے کہ وہ دوسروں سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں دینے والا بن جائے (۷) یہ جذبہ جنون کی حد تک پہنچا ہوا ہو کہ ہم نے ساری دنیا میں پھیل جانا ہے (۸) رضا کارانہ خدمت کا جذبہ پیدا کیا جائے (۹) توکل کو اس معیار پہ پہنچایا جائے کہ جہاں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ ہو اور دل اس یقین سے پُر ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کارساز ہے اور وہ ہمارے سب کام کرسکتا ہے۔"

(الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۶۸ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ برحق کی آواز میں اثر پیدا کیا۔ اس تربیتی پروگرام کے تحت افراد جماعت اور بالخصوص نوجوانوں کی زندگیوں میں تغیرِ عظیم رونما ہونے لگا چنانچہ جب اس کے دو سال بعد حضور نے بعض مخصوص طبقہ کے نوجوانوں کو وطن سے ہزارہا میل دور جا کر نوعِ انسان کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے پکارا تو انہوں نے بہت والہانہ انداز میں لبیک کہہ کر ثابت کر دکھایا کہ وہ دنیا میں اسلام کی سربلندی کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔

نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام اور لیپ فارورڈ پروگرام کی تحریک

اب میں حضور کی جاری فرمودہ تحریکوں میں سے ایک بہت ہی عظیم الشان اور اپنے نتائج و اثرات کے لحاظ سے ایک نہایت بابرکت اور انقلاب انگیز تحریک کا ذکر کرتا ہوں اور وہ ہے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام اور لیپ فارورڈ پروگرام کے تحت مغربی افریقہ کے ممالک میں احمدیہ ہیلتھ سنٹرز اور احمدیہ ہائر سیکنڈری سکولوں کے قیام کی تحریک کا۔ اس تحریک کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب ۱۹۷۰ء میں حضور مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا، اور سیرالیون کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے تو ان ممالک کے غیراز جماعت سربرآوردہ اصحاب نے حضور سے ان ممالک میں ہیلتھ سنٹرز اور ہائر سیکنڈری سکولز کھولنے کی درخواست کی۔ حضور اس دورہ کے سلسلہ میں جن دنوں گیمبیا میں تھے اور افریقی باشندوں کی طبی اور تعلیمی ضروریات پر غور فرما رہے تھے اور اس ضمن میں دعائیں بھی کر رہے تھے تو ان ایام میں حضور کو اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء معلوم ہوا کہ یہ وقت ہے کہ ان ممالک میں سکولوں اور طبی مراکز کے قیام پر کم از کم ایک لاکھ پونڈ خرچ کرو۔ چنانچہ حضور نے افریقہ سے انگلستان پہنچنے پر اولاً وہاں اور پھر پاکستان واپس تشریف لانے پر یہاں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے قیام کا اعلان فرمایا اور مخلصینِ جماعت کو تحریک فرمائی کہ وہ اس فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔

"مجھے یہ فکر نہیں کہ یہ رقم کہاں سے آئے گی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ خرچ کیا جائے

تو اللہ تعالےٰ ضرور دے گا۔ یہ رقم بہرحال مجھے ملے گی مجھے کوئی فکر نہیں۔ مزید برآں مجھے وہاں کام کرنے کے لئے فوری طور پر تیس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے اور اساتذہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی مجھے فکر نہیں کہ رضاکار واقف مجھے ملیں گے یا نہیں ملیں گے۔ یہ تو اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے کہ یہاں کام کیا جائے جس چیز کی مجھے فکر ہے اور آپ کو بھی ہونی چاہیئے وہ یہ ہے کہ محض خدا کے حضور مالی قربانی پیش کر دینا کوئی چیز نہیں جب تک وہ مقبول نہ ہو اس واسطے آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کرونگا یہ سعی مشکور ہو۔ اللہ تعالےٰ اس حقیر سی قربانی کو قبول فرمالے"۔

(الفضل مورخہ ۲۰ جون ۱۹۷۰ء)

اللہ تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفۂ برحق کی آواز مخلصین جماعت کے دلوں میں اترتی چلی گئی اور انہوں نے مسابقت کی روح کا نہایت شاندار مظاہرہ کرتے ہوئے اس قدر والہانہ انداز میں وعدے لکھوائے اور نقد رقوم پیش کیں کہ دیکھتے ہی دیکھتے اندرون پاکستان اور بیرون پاکستان وعدوں کی مقدار ۵۰ لاکھ روپے سے متجاوز ہو چکی ہے اور اس کا ایک معقول حصہ نقد وصول بھی ہو گیا ہے۔ اُدھر حضور اللہ تعالےٰ کی طرف سے دل میں ڈالی ہوئی اس خواہش کا اظہار فرما چکے ہیں کہ اس فنڈ کی مجموعی رقم ۶۲ لاکھ روپے تک پہنچ جائے۔ حضور نے وعدہ جات اور ان کی ادائیگی کے لئے تین سال کا عرصہ مقرر فرمایا ہے جو قریب الاختتام ہے۔ چنانچہ مخلصین جماعت حضور کی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اپنے معیارِ قربانی کو بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان کے ولولۂ عشق اور شوقِ قربانی کو دیکھتے ہوئے قوی امید ہے کہ نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں ۶۲ لاکھ روپیہ جمع ہو جائے گا۔ اُدھر حضور "لیپ فارورڈ پروگرام" کے تحت مغربی افریقہ کے مذکورہ ممالک میں ہیلتھ سنٹرز اور سکولوں کے قیام کا آغاز فرما چکے ہیں۔ اسکے لئے حضور نے ابتداً ان ممالک میں پانچ سات سال کے اندر اندر تیس چالیس ہیلتھ سنٹرز اور ستر۔ اسی سکول کھولنے کا اعلان فرمایا تھا اور اس کے لئے احمدی ڈاکٹرز اور ایم۔ اے اور ایم ایس سی پاس احمدی اساتذہ کو تحریک فرمائی تھی کہ وہ ان ممالک میں جا کر خدمات بجا لانے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ چنانچہ وہ احمدی نوجوان جن کی حضور تعلیم القرآن کی تحریک، وقف عارضی کی تحریک، بدرسوم کے خلاف اعلان جہاد کی تحریک، مقاصدِ تعمیر بیت اللہ کے تحت تربیت کے خصوصی پروگرام کی تحریک، نیز تسبیح و تحمید اور درود کا ورد کرنے کی تحریک کے ذریعہ درجہ بدرجہ تربیت فرماتے چلے آ رہے تھے اور انہیں خدمت کے مواقع پر بلا دریغ آگے آنے کے لئے تیار کر رہے تھے، حضور کی آواز کان میں پڑتے ہی لبیک یا امیر المومنین لبیک کہتے ہوئے فوراً آ حاضر ہوئے۔ چنانچہ اب تک ۵۲ احمدی ڈاکٹرز جن میں سرجری اور میڈیسن کی اعلےٰ ترین ڈگریوں والے صاحبِ کمال ڈاکٹر بھی شامل ہیں۔ دنیوی ترقیات اور حصولِ مال و منال کی خواہشات کو تیاگ

کہ اسلام کی سربلندی کی خاطر افریقہ کے دور دراز علاقوں میں بنی نوع انسان کی خدمت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے اپنی خدمات اپنے آقا ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور ان میں سے ۲۵ ڈاکٹرز اپنی خدمات مسلسل پیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح اعلیٰ تعلیم یافتہ احمدی اساتذہ کی تعداد جنہوں نے اپنی خدمات پیش کی ہیں ۷۵ تک پہنچ چکی ہے۔

چنانچہ گذشتہ ڈیڑھ پونے دو سال کے دوران ۱۴ ہیلتھ سنٹرز کھل چکے ہیں۔ ان میں سے دو نائیجیریا میں چار گھانا میں تین سیرالیون میں اور پانچ گیمبیا میں کھولے گئے ہیں۔ اب تک ۱۶ ڈاکٹر ان ممالک میں پہنچ کر ان ہیلتھ سنٹرز میں خدمات بجالانے کا کام شروع کر چکے ہیں۔ عنقریب تین ڈاکٹر اور روانہ ہونے والے ہیں اس طرح وہاں ڈاکٹروں کی تعداد ۱۹ ہو جائے گی۔

اب تک بحمد اللہ مغربی افریقہ میں دس نئے ہائر سیکنڈری سکولوں کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ ہمارے ہیلتھ سنٹرز اور سکول وہاں اس قدر مقبول ہوئے ہیں اور ان ممالک کے اعلیٰ حکام اور عوام اس قدر خوشی اور ممنونیت کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہاں کے اخباروں میں جماعت احمدیہ کی ان رفاہی سرگرمیوں کا بڑی کثرت کے ساتھ تذکرہ آتا رہتا ہے اور آئے دن ان اخباروں کے تراشے مرکز میں موصول ہوتے رہتے ہیں جب بھی کسی ملک میں ہمارے کسی نئے ہیلتھ سنٹر یا سکول کا افتتاح عمل میں آتا ہے تو پیراماؤنٹ چیفس اور اعلےٰ سرکاری حکام اپنے روایتی طریق پر دربار منعقد کر کے جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور علاقہ بھر میں کئی کئی دن تک قومی سطح پر خوشی منائی جاتی ہے اور ڈھول پیٹ پیٹ اور رقص کرتے ہوئے جلوس نکال نکال کر ہیلتھ سنٹر یا سکول کے قیام پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ان ممالک کے عیسائی مشن جماعت کی ان سرگرمیوں اور اسلام کی روز افزوں ترقی پر بوکھلا اٹھے ہیں اور وہ شدید خطرہ کا اظہار کر رہے ہیں۔ چنانچہ کیتھولک انسائیکلو پیڈیا کا ایڈیشن ابھی حال ہی میں امریکہ سے شائع ہوا ہے اس میں جماعت احمدیہ کی ان سرگرمیوں کو افریقہ میں عیسائیت کے لئے شدید خطرہ کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ ابھی کام کا آغاز ہے۔ جب لیپ فارورڈ پروگرام کے پایۂ تکمیل کو پہنچنے پر ان ممالک میں احمدیہ ہیلتھ سنٹرز اور احمدیہ ہائر سیکنڈری سکولوں کا جال بچھ جائے گا تو عیسائیت کا نام و نشان افریقہ سے مٹے اور اس کی بجائے اسلام وہاں آئے بغیر نہ رہے گا۔ ایسا ہوگا اور ضرور ہو کر رہے گا اس لئے کہ یہ خدائی تقدیر ہے جو بروئے کار آکر رہے گی اور دنیا کی کوئی طاقت اس کے بروئے کار آنے میں مزاحم نہیں ہو سکے گی۔

الغرض سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ تحریکات اس خدائی تقدیر کا ایک نہایت اہم اور بنیادی حصہ ہیں جن کے تحت اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق خلافتِ ثالثہ کے نئے مقدس و بابرکت دَور میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو عظیم الشان فتوحات ملنی مقدر ہیں۔ ان فتوحات کا آغاز ہو چکا ہے۔ جب آغاز اتنا خوشکن اور شاندار ہے تو پھر انتہا کی وسعت شان اور عظمت کا خود اندازہ لگالیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حضور کی جاری فرمودہ ان تحریکات کی اہمیت کو سمجھنے اور ان پر دل و جان سے عمل پیرا ہو کر موعودہ عظیم الشان فتوحات میں حصہ دار بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ؛ (ایڈیٹر)

ترقی چاہتے ہو تو ایک موت اختیار کرو،

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت اگر جماعت بننا چاہتی ہے تو اسے چاہیئے کہ ایک موت اختیار کرے، نفسانی امور اور نفسانی اغراض سے بچے اور اللہ تعالیٰ کو سب شے پر مقدم رکھے۔ بہت سی ریا کاریوں اور بیہودہ باتوں سے انسان تباہ ہو جاتا ہے۔ پوچھا جاوے تو لوگ کہتے ہیں کہ برادری کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ ایک حرام خور کہتا ہے کہ بغیر حرام خوری کے گزارہ نہیں ہو سکتا۔ جب ایک حرام، گزارہ کے لئے انہوں نے حلال کر لیا تو پوچھو کہ خدا کیا رہا؟ اور تم نے خدا کے واسطے کیا کیا؟ ان سب باتوں کو چھوڑنا موت ہے۔"

(البدر ۱۶ نومبر ۱۹۰۳ء ملفوظات جلد ششم ۱۷۷-۱۷۸)

نمازِ باجماعت کی اہمیّت

(محترم شیخ مبارک احمد صاحب فاضل، قائد تربیت)

نماز کے رکن کو اسلام نے بنیادی اہمیت دی ہے۔ نماز خدا تعالیٰ کے دربار میں پانچ وقت حاضری کا نام ہے اور اس رکن کے ذریعہ عبادت کی حقیقی روح قائم کرنا مقصود ہے۔ نماز کے قیام سے ایک مسلمان عملی شہادت دے رہا ہوتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی توحید کا معترف ہوں اور محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر میرا ایمان ہے۔ اس بلند و بالا مقصد کے لئے یہ حکم ہے کہ مسجد میں تمام فرض نمازیں باجماعت ادا کی جائیں تاکہ فریضہ نماز کے ساتھ جو قومی، ملی، اخلاقی اور اجتماعی مقاصد وابستہ ہیں وہ بدرجہ اتم اور احسن رنگ میں انجام پاسکیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ (اعراف)

ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کرلیا کرو اور اس عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے صرف خدا تعالیٰ کو پکارو۔

پھر فرمایا:- قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ (سورہ ابراہیم آیت ۳۲)

(اے رسول) میرے ان بندوں سے جو ایمان لاچکے ہیں کہہ کہ نماز کو عمدگی سے ادا کیا کریں۔

اور دیگر متعدد آیات میں اللہ تعالیٰ نے اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیا ہے اور اقامتِ صلوٰۃ سے نماز باجماعت مقصود ہے۔

فریضہ نماز باجماعت سے پابندیٔ وقت جماعتی وابستگی، مساوات باہمی اتحاد، اخوت و مودّت، تنظیم جماعتی خلوص، خاندانی و نسلی امتیاز سے اجتناب مقصود ہے

کیا ہی ایمان افروز منظر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے اس کے گھر میں اذان کی آواز سنتے ہی چند منٹوں کے لئے ہر طبقہ کے فرزندانِ اسلام امیر و غریب حاکم و محکوم، مالک و مزدور، افسر و ماتحت اور بادشاہ و گدا سب بلا امتیاز ایک ہی صف میں شانہ بشانہ خدا تعالیٰ کے دربار میں سربسجود ہوجاتے ہیں۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

قرآن کریم نے نماز کے حکم کے ساتھ اصل میں باجماعت نماز کا حکم دیا ہے۔ نماز باجماعت ہی حقیقی نماز ہے۔ چنانچہ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ کے الفاظ میں لازمی یہ ہے کہ نماز باجماعت ادا کی جائے۔

حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

صلٰوة الجماعة افضل من صلٰوة الفذّ بسبع وعشرين درجة (مسلم)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے

شارحین نے اس حدیث کی توجیہہ میں نماز باجماعت کے فضائل اور فوائد بیان کئے ہیں جس کا تعلق انفرادی اور اجتماعی امور سے ہے اور نماز کی حقیقی غرض و غایت کی تکمیل نماز باجماعت سے وابستہ ہے۔

حضور نے ایک نابینا صحابی کو گھر پر نماز ادا نہ کرنے کی اجازت اس لئے نہ دی کہ ان کے گھر تک اذان کی آواز آتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں :-

"نماز باجماعت کی ضرورت کو عام طور پر مسلمان بھول گئے ہیں اور یہ ایک بڑا موجب مسلمانوں کے تفرقہ اور اختلاف کا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس عبادت میں بہت سی شخصی اور قومی برکتیں رکھی ہیں مگر افسوس کہ مسلمانوں نے انہیں بھلا دیا ہے۔ قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا نماز باجماعت کا حکم دیا۔ قرآن کریم کی آیات کو دیکھ لو جب بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے باجماعت کے الفاظ میں جس کا صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز تبھی ادا ہوتی ہے کہ باجماعت ادا کی جائے۔

پس جو کوئی بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے مسلمان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اور وہ تارکِ نماز سمجھا جائے گا۔"

(تفسیر کبیر جلد اول جزو اول صـ۱۰۵ و صـ۱۰۶)

پھر فرماتے ہیں :-

"جو شخص نماز باجماعت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے وہ ایک بہت بڑے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔"

نیز فرمایا:-

"بڑا آدمی اگر خود نماز باجماعت نہیں پڑھتا تو وہ منافق ہے۔ مگر وہ لوگ جو اپنے بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے وہ ان کے خونی اور قاتل ہیں۔ اگر ماں باپ بچوں کو نماز باجماعت کی عادت ڈالیں تو کبھی ان پر ایسا وقت نہیں آسکتا کہ کہا جاسکے کہ ان کی اصلاح ناممکن ہے اور وہ قابلِ علاج نہیں"۔ (تفسیر کبیر)

نماز مشکلات کی کنجی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نماز ایسے ادا نہ کرو جیسے مرغی دانے کے لئے ٹھونگ مارتی ہے بلکہ سوز وگداز سے ادا کرو اور دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بہت دُعا کیا کرو تا اس سے سوز وگداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز وگداز نہ ہو اسے ترک مت کرو۔ کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔"

(بدر ۸ مارچ ۱۹۰۴ء)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات

مرتبہ: مکرم مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور ربوہ

مکرم مولوی غلام محمد صاحب چک ۹۹ شمالی ضلع سرگودہا

خاکسار ۲۵ر جولائی ۱۹۳۳ء کو مکرم مولوی غلام محمد صاحب صحابی کے گاؤں تبلیغی دورہ پر گیا۔ اس دورہ کے دوران میں نے حسب ذیل حالات ان سے معلوم کرکے نوٹ کئے۔

مکرم مولوی غلام محمد صاحب گوندل اصل میں کوٹ گوندل ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ جو ضلع سرگودہا میں نہر نکلنے پر بطور آباد کار اس ضلع میں آئے اور چک ۹۹ شمالی میں آباد ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت ۱۹۰۶ء میں کی۔ جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء پر قادیان گیا۔ ایک مرتبہ جبکہ میں نے مسجد مبارک میں نماز پڑھی تو میں حضور کے دائیں طرف کھڑا ہوا۔ میں نے نماز پڑھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو باتوں کو دیکھا ایک تو یہ کہ حضور نے نماز پڑھتے پڑھتے اپنی دائیں ٹانگ کو اکڑا کر پھر سیدھا کیا۔ گویا ٹانگ کی کسی تکلیف کو اس طرح دور کیا۔ دوسرے یہ کہ جب حضور کو دوران نماز اباسی (جماہی) آئی تو حضور نے اپنے ہاتھ کو الٹا کرکے اپنے منہ پر رکھا۔

مجھے قادیان حضور کی زندگی میں کئی مرتبہ جانے کا موقعہ ملا۔ ایک مرتبہ اس وقت قادیان گیا جب مسجد مبارک کی توسیع ہوئی حضور موقعہ پر مسجد میں تشریف لائے۔ حضور نے داڑھی کو مہندی لگا کر باندھا ہوا تھا۔ حضور آکر بیٹھ گئے اور مسجد کی فراخی اور ہوادار ہونے کی وجہ سے خوش ہو کر فرمایا کہ اب تو یہ مسجد مبارک بن گئی ہے۔ ان دنوں ایک احمدی کے نکاح کے ضمن میں مقدمہ کی بابت بات ہو رہی تھی۔ حضور نے فرمایا اس کے متعلق چندہ کرکے خوب اچھی طرح سے مقدمہ کرنا چاہیئے تاکہ احمدیوں کو نکاحوں کے ضمن میں اس قسم کی تکلیف پھر نہ ہو۔

اس جلسہ کے موقعہ پر ریتی چھلہ میں لسوڑی کے نیچے حضور سے ملاقات کےموقعہ پر جو حلقہ بنایا گیا تھا، جن لوگوں نے یہ حلقہ بنایا تھا ان میں مَیں بھی تھا۔

مکرم چوہدری محمد خان صاحب حال چک ۹۹ شمالی سرگودہا

مکرم چوہدری محمد خان صاحب حال چک ۹۹ شمالی سابق ساکن گوگوندل ضلع سیالکوٹ نے ۲۵ جولائی ۱۹۳۳ء کو چک ۹۹ شمالی کے تبلیغی سفر کے دوران مجھے بتایا کہ میں بھی جلسہ ۱۹۰۷ء میں موجود تھا۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے دو موتوں کے لئے بھیجا ہے۔ ایک تو مسیح کی وفات کے لئے دوسرے شیطان کو مارنے کے لئے۔ مسیح کو مارنے کا کام مَیں نے کیا ہے اور شیطان کو مارنے کا کام جماعت نے کرنا ہے۔

مکرم چوہدری حاکم علی صاحب چک ۹ شمالی ضلع سرگودہا

مکرم چوہدری حاکم علی صاحب سفید پوش چک نمبر ۹ شمالی ضلع سرگودہا کے چاس میں جب خاکسار ۲۹ اگست ۱۹۳۳ء کو تبلیغی دورہ پر پہنچا تو ان کی زبانی حسب ذیل حالات کا علم ہوا۔

مکرم چوہدری حاکم علی صاحب کا قدیمی وطن چک پنیار ضلع گجرات تھا۔ ضلع سرگودہا میں نہر آنے پر اس ضلع میں چک ۹ نزد بھلوال میں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ مَیں نے بیعت ۱۸۹۷ء میں کی۔ میں قادیان آیا دیکھا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس پنڈت لیکھرام کے قتل کے بعد حضرت صاحب کے گھر کی تلاشی لینے کے قادیان آیا ہوا ہے۔ میں ہندو بازار کے چوک میں آیا۔ اس میں کنوئیں والی جگہ ایک لوہار کی دوکان ہوا کرتی تھی۔ میں نووارد تھا۔ میں نے اس لوہار سے مرزا صاحب کے متعلق پوچھا اس نے کہا کہ آج سپرنٹنڈنٹ پولیس تلاشی کے لئے آیا ہوا ہے۔ مَیں ان کے ساتھ تھا اور تالے کھولتا جاتا تھا۔

مَیں نے مغرب کی نماز حضرت صاحب کے ساتھ مسجد مبارک میں ادا کی۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے نماز پڑھائی۔ بہت لذت آئی۔ اگلے دن صبح حضرت صاحب اپنے باغ کی طرف سیر کے لئے گئے۔ وہاں ایک شہتوت کا درخت ہوا کرتا تھا۔ وہاں ایک شخص تھا جو حضور کو شہتوت اتار کر دیا کرتا تھا اس نے حسب معمول اس درخت سے کچھ شہتوت اتار کر ایک کپڑے میں ڈال کر دیئے۔ حضور کے ساتھ جو حضور کے سات آٹھ خدام تھے وہ بھی حضور کے ساتھ بیٹھ گئے اور سب نے شہتوت کھائے۔ کیفیت یہ تھی کہ شہتوت درمیان میں رکھ دیئے گئے تھے اور سب دوست اردگرد دائرہ میں بیٹھ گئے۔

جب شہتوت کھانے سے فارغ ہوئے تو مَیں نے حضور سے اجازت کے لئے عرض کیا۔ حضور نے میرا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں پکڑے ہوئے فرمایا کچھ دیر اور ٹھہر و ۔ مَیں نے عرض کیا ایک جلدی کا کام ہے ۔ پھر حضور نے یہ نصیحت فرمائی کہ قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ سوچ سمجھ کر پڑھنا ۔ تہجد کی نماز پڑھنا ۔ میرے ساتھ خط وکتابت رکھنا ۔ پھر مَیں قادیان سے واپس ہؤا ۔ راستہ میں امرتسر اتر کر میں نے امرتسر سے ایک مترجم اور ایک سادہ قرآن لیا ۔ ابھی تک میں نے بیعت نہیں کی تھی ۔ جب مَیں دوسری دفعہ پھر قادیان گیا تو بیعت کی جبکہ ابھی اپریل کا مہینہ ہی تھا ۔ مَیں نے حضور سے ملاقات کے وقت عرض کیا کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں ولی اللہ بن جاؤں ۔ اس پر حضور نے لمبی دعا فرمائی جس سے مَیں اکتا گیا ۔ لیکن حضور نہ اکتائے اور دیر تک دعا فرماتے رہے ۔

میری بیعت کے بعد سردار سندر سنگھ مسلمان ہؤا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نام فضل حق رکھا ۔ اس نے ایک کتاب لکھی جس کا نام فضل حق رکھا ۔ اسے اس نے مسجد اقصیٰ کے اندر سنایا ۔ جبکہ حضور خود بھی جو شے یہ شخص وحرم کوٹ کا تھا ۔ اس شخص کی حالت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانے مَیں اس کے پاس مزنگ لاہور گیا ۔ تھا جبکہ وہاں اس نے اپنی کوٹھی بنالی تھی ۔ اس کے مسلمان ہونے کے بعد اس کی بیوی نے اس کا ساتھ نہ دیا تھا ۔ بالآخر اس کے شادی کی خواہش کے اظہار پر حضرت صاحب نے لاہور کے ایک دوست مولوی محمد صاحب ساکن مزنگ کو تحریک کی ۔ انہوں نے اپنی لڑکی کا رشتہ ان کو دینا منظور کر لیا ۔ جب مَیں اسے لاہور ملا تو اس نے کہا کہ اگرچہ میری بدقسمتی سے میری عملی حالت کمزور ہے ۔ لیکن حضرت مرزا صاحب پر اعتقاد بہت پختہ ہے ۔ یہ شخص آخر زندگی تک مبائع رہا ۔ اپنی موجودہ حالت پر بہت ہی افسوس کرتا رہتا تھا اور رو پڑتا تھا ۔

ایک مرتبہ حضرت صاحب بسراواں کی طرف سے سیر سے واپس آرہے تھے کہ چلتے چلتے پیچھے سے کسی شخص کا پاؤں حضور کے پاؤں سے ٹکرا گیا اور حضور گر پڑے ۔ حضور کی پگڑی بھی گر گئی ۔ گھٹنے کو بھی چوٹ آئی ۔ پھر حضور خود ہی فوراً اٹھ بیٹھے ۔ احباب نے حضور کے جسم مبارک سے مٹی پونچھی ۔ مَیں نے بھی اپنی پگڑی سے حضور کے کپڑوں سے مٹی صاف کی ۔ اور اس سارے عرصہ میں حضور نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ۔ نہ ہی معلوم کیا کہ کس شخص سے ٹھوکر لگی تھی تاکہ وہ شرمندہ نہ ہو کیونکہ اس نے جان بوجھ کر تو ایسا نہیں کیا تھا

حضور احباب کے ہمراہ مسجد مبارک میں دوپہر کا کھانا ۱۲ بجے کے قریب اور شام کا کھانا مغرب کے بعد کھایا کرتے تھے ۔ حضور علیہ السلام کے ہمراہ دس بارہ آدمی ہؤا کرتے تھے ۔ حضور مسجد مبارک میں جانب غرب شمالی دیوار کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے اور وہیں نماز پڑھتے اور وہیں کھانے کے بعد بیٹھ جایا کرتے تھے ۔ سالن کے لئے ٹین کے پیالے ہوا کرتے تھے ۔ پانی کے لئے مٹی کے آبخورے ۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک برتن ہؤا کرتا تھا ۔

مکرم قریشی عبدالحق صاحب حال خوشاب ضلع سرگودھا

جب خاکسار ۱۹۳۲ء میں خوشاب گیا تو مکرم قریشی عبدالحق صاحب نے حسب ذیل روایات لکھوائیں۔

میرا اصل وطن میانی ضلع سرگودھا ہے۔ میں ۱۸۹۶ء سے ۱۹۰۱ء تک قادیان میں رہا جبکہ وہاں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس وقت قادیان میں مڈل تک سکول تھا اور میں نے قادیان سے ہی مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۰۱ء میں جب مڈل کا امتحان دینے کے لئے میں جانے لگا تو حضرت صاحب کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ مکرم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی بھی ہمارے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ ہم کچھ بھی محنت نہ کرسکے تھے۔ حضور کی دعا سے ہم سب مڈل کے امتحان میں پاس ہوگئے۔ یہ ایک معجزہ ہی تھا۔

ایک دفعہ حضور کے سامنے ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ مجھے سخت تکلیف ہے بہت مخالفت ہے۔ جوں جوں اس خط میں مخالفت کا ذکر آتا جاتا حضور کا چہرہ خوش ہوتا جاتا تھا۔ بالآخر آپ نے فرمایا مجھے اس خط سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ جہاں ہمارے دشمن نہ ہوں گے وہاں ہمارے دوست بھی نہیں بن سکتے۔

مفتی محمد صادق صاحب ان دنوں لاہور میں ملازم تھے۔ ڈاک ۳ بجے قادیان سے روانہ ہوجاتی تھی اور ڈاک کو حضرت صاحب کسی کے ہاتھ دستی بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ خود میں نے مفتی صاحب کے نام ایک خط میں بعد میں بھاگ کر ڈاک دی۔ جبکہ وہ روانہ ہوچکے تھے۔ حافظ غلام محی الدین صاحب کی ڈاک پر ڈیوٹی ہوا کرتی تھی۔ حضور ان کو فرماتے تھے کہ حافظ صاحب لاہور جاؤ ڈاک لے نئے۔ قادیان میں پریس ان دنوں مولوی حکیم قطب الدین صاحب کی بیٹھک کے عقب میں ہوا کرتا تھا۔ کئی دفعہ رات کے وقت میں وہاں حضرت صاحب کے ارشاد کی وجہ سے چلا جاتا تھا۔ حضرت صاحب صبح کی نماز کے بعد مستورات کے ساتھ سیر کو جایا کرتے تھے۔ جب واپس آتے تو مہمان آپ کے ساتھ شامل ہوجاتے اور پھر آپ سیر کو چلے جاتے اور باتیں بھی کرتے جاتے۔

مدرسہ احمدیہ کے صحن میں جلسے ہوا کرتے تھے اور اس کو بہت بڑا جلسہ سمجھا جاتا تھا ایک مرتبہ بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کے مکان کے پاس بڑ کے درخت کے نیچے بھی جلسہ ہوا تھا۔

مابہ الامتیاز

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ادھر (دعا) کی جاتی ہے ادھر جواب مل جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا راحت ہوسکتی ہے اور یہی مابہ الامتیاز امر ہوتا ہے جو ماموریں اور دوسروں میں رکھ دیا جاتا ہے۔" (ملفوظات ہفتم ص۳۷)

سالانہ اجتماع انصار اللہ
حلقہ ناظم آباد کراچی

علاقہ ناظم آباد کا تیسرا سالانہ اجتماع ۹-۱۰ جون کو مسجد احمدیہ عزیز آباد میں منعقد ہوا۔ مرکزی نمائندہ مکرم مولوی سلطان محمود صاحب انور نے اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ پہلا اجلاس مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب ناظم ضلع کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مرکزی نمائندے نے افتتاحی تقریر میں تربیتی امور پر مجلس اور جماعت کے نقطۂ نظر کی وضاحت فرمائی۔ اس موقعہ پر زعیم صاحب اعلیٰ نے اپنی مجلس کی رپورٹ پیش فرمائی۔ دوسرا اجلاس مکرم جناب میجر شمیم احمد صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس میں مکرم ملک منیر احمد صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا "خلق عظیم" پر تقریر فرمائی۔ مکرم مولوی سلطان محمود صاحب انور نے لا تزر وازرة وزر اخری کے عنوان پر خطاب فرمایا اور مکرم مولوی عبد المجید صاحب زعیم اعلیٰ مارٹن روڈ نے "جمال و حسن قرآن" کے موضوع پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

مغرب کی نماز کے بعد تیسرا اجلاس محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس اجلاس میں پہلی تقریر جناب چوہدری شاہ محمد صاحب نے اس عنوان پر فرمائی "ہاتھ شیر دل پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار"۔ دوسری تقریر چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ نے وقفِ عارضی کے روحانی فوائد پر فرمائی۔ اس کے بعد مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ مرزا صاحب کے بعد میجر محمد نذیر صاحب بھٹی نے "حضرت عمر فاروق کا اسلام کے لئے ایثار و غیرت" کے عنوان پر تقریر فرمائی۔ ان کے بعد جناب عبد الرشید صاحب رشید نے درثمین سے ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ جس کے بعد مرکزی نمائندہ جناب مولوی سلطان محمود صاحب انور نے "حالات حاضرہ کے تقاضوں کے پیش نظر ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ آخر میں صدر اجلاس جناب امیر صاحب جماعت احمدیہ نے احباب کو اجتماع سے استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

۱۰ جون کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ فجر کی نماز کے بعد مکرم مرزا عبد الرحمٰن صاحب کی زیر صدارت اجلاس چہارم شروع ہوا۔ مکرم مولوی عبد الحمید صاحب نے قرآن مجید کا ...

دیا " ذکرِ حبیب " کے عنوان پر سید سید خالد صاحب زعیم اعلیٰ صدر نے مختصر تقریر فرمائی۔
اجلاس پنجم۔ مکرم الحاج ملک جمیل احمد صاحب نائب زعیم اعلیٰ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مکرم کیپٹن سید افتخار حسین صاحب نے "چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ آپ کے بعد مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے حضرت المصلح الموعودؓ کی سیاسی فراست پر ایک پُرمغز مقالہ پیش فرمایا۔ ازاں بعد "صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کے بارے میں مکرم عبدالرحیم صاحب مدہوش رعاقی نے تقریر فرمائی۔
آخر میں "سلطان القلم" کے موضوع پر چوہدری بشیر احمد صاحب نائب زعیم اعلیٰ نے تقریر فرمائی۔
اس کے بعد دینی و علمی مقابلے ہوئے۔ نظم خوانی کا مقابلہ اطفال الاحمدیہ کے درمیان کروایا گیا۔ ازاں بعد مکرم مولوی محمد عثمان صاحب چینی مربی سلسلہ نے خیر کم خیر کم لاھلہ اور مکرم محمد اقبال صاحب منہاس نے جماعت احمدیہ کی دینی مساعی پر مخالفین کے تاثرات کے عنادین پر خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی آخری تقریر جناب میجر شمیم احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے "خلافتِ ثالثہ میں احمدیت کی وسعت ابلاغ" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔
چھٹا اجلاس مرکزی نمائندہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ اس میں سب سے پہلے سوالات کے جوابات محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت اور مرکزی نمائندہ مولوی سلطان محمود صاحب انور نے دیئے۔ ازاں بعد چوہدری احمد مختار صاحب نے "فضائلِ قسم اللہ اور ھکو مثر اور ھکا شر کا قرآنی فرق" کے عناوین پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ آپ کے بعد مکرم مولوی محمد رفیق صاحب جاوید مربی سلسلہ نے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور اختتامی تقریر مرکزی نمائندہ مولوی سلطان محمود صاحب انور نے تربیت اولاد پر فرمائی۔ آپ نے مقابلہ جات میں حصہ لینے والے انصار، خدام اور اطفال میں انعامات بھی تقسیم فرمائے۔
یہ مبارک اجتماع دعا اور نماز ظہر کے بعد بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔
محمد نذیر بھٹی زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ناظم آباد۔ کراچی۔

سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔"
(چشمہ معرفت صفحہ ۲۸۳)

بقیہ ایڈیٹوریل صہ

یہ وہ مقدس و بابرکت سفر ہے جس کے ساتھ اقوام عالم اور ان کے افراد پر خدا تعالیٰ کی آخری حجت پوری ہونے کے انتظامات کا بروئے کار آنا اور دنیا کا خدائی امان کے نیچے آنے کا امکان وابستہ ہے۔ اگر اقوام عالم نے اس آخری حجت سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو پھر تیسری عالمگیر تباہی سے اس دنیا کا دوچار ہونا یقینی ہے۔ ہمارا مقصد تیسری عالمگیر تباہی نہیں بلکہ صرف اور صرف غلبۂ اسلام ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی آخری حجت پوری ہونے کے بعد اقوام عالم قبولِ حق کی سعادت سے بہرہ ور ہوکر خدائی امان کے نیچے آجائیں اور تیسری عالمگیر تباہی کے بغیر ہی اسلام دنیا میں غالب آجائے تو اس سے زیادہ خوشی کی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ہمیں ان ایام میں خاص طور پر یہ دعائیں بھی کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ اقوامِ عالم اور خاص طور پر مغربی اقوام کی آنکھیں کھولے اور انہیں تباہی کا نہیں بلکہ امن اور سلامتی کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق سے نوازے۔ آمین

جو خدائی مقدرات ہیں وہ بہرحال پورے ہوکر رہیں گے۔ بنی نوع انسان کے لئے امن اور سلامتی اسی میں ہے کہ وہ ان مقدرات سے ہم آہنگی اختیار کریں۔ تا وہ خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والے نہیں بلکہ اس کے فضل و رحم کو جوش میں لانے والے ثابت ہوں ؁

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی بعثت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے .... اس عاجز کو بھیجا ہے کہ تا روحانی طور پر مُردے زندہ کئے جائیں بہروں کے کان کھولے جائیں اور مجذوموں کو صاف کیا جائے اور جو قبروں میں ہیں وہ باہر نکالے جائیں اور نیز .... جیسے ابن مریم نے انجیل میں توریت کا صحیح خلاصہ اور مغز اصلی پیش کیا تھا۔ اسی کام کے لئے یہ عاجز مامور ہے تا غافلوں کو سمجھانے کے لئے قرآن شریف کی اصل تعلیم پیش کی جائے۔"

(ازالۂ اوہام حصہ اوّل)

انصار اللہ کا عہد

ہمارے سالانہ اجتماع اکتوبر ۱۹۵۶ء کے موقعہ پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے انصار اللہ کے لئے مندرجہ ذیل عہد منظور فرمایا۔ سب مجالس اپنے اجتماعات میں اسے باالالتزام دہرایا کریں۔ (قائد عمومی)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کیلئے انشاء اللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا

اٹھارہواں سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

کا اٹھارہواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ مورخہ ۹۔ ۱۰۔

۱۱ نبوت / نومبر ۱۳۵۲ ہش / ۱۹۷۳ء بروز جمعہ ہفتہ۔ اتوار ربوہ میں

منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مجالس سے درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اس اجتماع کو کامیاب

بنانے کی کوشش فرمائیں جزاکم اللہ احسن الجزاء

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

مالی جہاد کی اہمیت

انسان کی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں کہ کب موت آجائے گی۔ خواہ بوڑھا ہو یا جوان یا بچہ۔ لیکن بلحاظ اپنی عمر کے انصار اس ناپائیدار دنیا کو چھوڑنے کے قریب بیٹھے ہوئے ہیں اور اس دنیا کو چھوڑنے کے بعد وہی اعمالِ صالحہ کام آئیں گے جو اس دنیا میں کو چکے ہوئے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمارے انصار بھائیوں کو چاہیئے کہ وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ ذیل ارشاد کو ہمیشہ مدنظر رکھیں اور اپنی آئندہ نسل کے دلوں میں خدمتِ اسلام اور انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ کو فروغ دیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں :-

"آئندہ نسل کے دل میں خدمتِ اسلام اور اِنفاق فی سبیل اللہ کا جذبہ تیز کریں"

انصار بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کے اندر تحریکِ جدید کے مالی جہاد کی اہمیت کو واضح کرتے رہا کریں تاکہ اس نیکی کا ثواب آپ کو اس دنیا اور آخرت میں ملتا رہے۔

(قائد تحریکِ جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہانہ رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

ماہانہ رپورٹ کارگزاری مرکز میں بھجوانے کی آخری تاریخ ۱۵ مقرر ہے۔ جن مجالس نے ابھی تک رپورٹ کارگزاری بابت ماہ وفا/جولائی ۱۹۷۳ء نہیں بھجوائی مہربانی کرکے فوری طور پر بھجوا دیں۔ تاکہ مرکز کو ان کی مساعی کا علم ہو سکے جزاکم اللہ (قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ)

حُب الوطنی کا تقاضا

اپنے وطن عزیز پاکستان کو مضبوط بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر پاکستانی خدمتِ اسلام کے جذبہ سے سرشار ہو جائے اور اس اہم کام کو جلد از جلد مکمل کرنا مجلس انصار اللہ کے ہر رکن کا فرض ہے۔ (قیادت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

قرآن کریم ھر ایک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا ہے
یہ حکمت و معرفت بلاغت و فصاحت اور تاثیرات قویہ کا ایک عظیم الشان معجزہ ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا :۔

''ھمیشہ خدا تعالی زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنے دین کی مدد کرتا رھا ھے اور جس قسم کی روشنی کے دیکھنے کے لئے زمانہ کی حالت نے بالطبع خواھش کی وھی روشنی اپنے کلام اور کام میں اپنے کسی برگزیدہ کی معرفت کی دکھلاتا رھا ھے تا اس بات کا ثبوت دے کہ اس کا کلام اور کام ناقص نہیں اور نہ کمزور اور ضعیف ھے حضرت موسی ؑ کے زمانہ میں سانپوں کے مقابلہ پر سانپ کی ضرورت پڑی اور حضرت مسیح ؑ کے مقابل پر طبیبوں اور افسوں خانوں کے مقابل پر روحانی طبابت کے دکھلانے کی حاجتیں پیش آئیں ۔ سو خدا تعالی نے زمانہ کے تقاضا کے موافق اپنے نبیوں کو مدد دی اور ھمارے سید و مقتداء ختم المرسیلن کی زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رھا ھے اس لئے خداوند قدیر و حکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآن کریم بوجہ اپنے احسن کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رھا تھا ھر یک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رھا ۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بڑا کام قرآن کریم کا خالق اللہ کے اصولوں کی اصلاح تھی سو اس نے تمام دنیا کو صاف اور سریع اصول خدا شناسی اور حقوق عباد کے عطا کئے اور گم گشتہ توحید کو قائم کیا اور دنیا کے پرظلمت خیالات کے مقابل پر وہ پرحکمت اور پرنور اور بایں ھمہ اعلی درجہ کا بلیغ و فصیح مکدم پیش کیا جس نے تمام اس وقت کے موجودہ خیالات کو پاش پاش کر دیا اور حکمت اور معرفت اور بلاغت اور فصاحت اور تاثیرات قویہ میں ایک عظیم الشان معجزہ دکھلایا ''

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۹، ۴۰)

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس گولبازار ربوہ میں طبع ھؤا